القرآن الكريم

اظہار حق

تالیف: الشیخ الفاضل ابو عمر فضل الحق عبد الکریم
المدرس مدرسة دار الحديث المكية
والمسجد الحرام المكي مكة المكرمة

مترجم: مولوی حافظ عبد المتین
عالم و فاضل جامعة پنجاب لاهور

تشکیل و تخریج: عبد الرزاق زاہد گھمن
فاضل جامعة اسلامية مدينة منورة،
سابق مدرس مسجد نبوی

مکتبہ بیت السلام لاہور / ریاض

اظہار حق

تأليف

الشیخ الفاضل ابو عمر فضل الحق عبد الکریم رحمہ اللہ

بقلم المدرس مدرسه دارالحدیث المکیة والمسجد الحرام المکی،

مکه مکرمه(سعودی عرب)

مترجم

مولوی حافظ عبدالمتین

عالم وفاضل پنجاب یونیورسٹی

تشکیل وتخریج

عبدالرزاق زاہد گھمن

فاضل مدینہ یونیورسٹی، سابق مدرس مسجد نبوی

مدینہ طیبہ سعودی عرب

مکتبه بیت السلام، الریاض

Composed By Abdul Quddoos

(ح) مكتبة بيت السلام ، ١٤٣٣هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية اثناء النشر
فضل الحق ، ابو عمر
اظهار الحق: اللغة الاوردية ./ ابو عمر فضل الحق ، حافظ
علد المتين ـ ط٤ . ـ الرياض ، ١٤٣٣هـ
٧٨ص ، ٢٤ سم
ردمك : ١ ـ ٠١٩٣ ـ ٠١ ـ ٦٠٣ ـ ٩٧٨
١ـ الصلاة   أ. عبد المتين ، حافظ (مترجم)   ب . العنوان
ديوي ٢٥٢,٢   ١٤٣٣/٥٠٥٢

رقم الايداع : ١٤٣٣/ ٥٠٥٢
ردمك : ١ ـ ٠١٩٣ ـ ٠١ ـ ٦٠٣ ـ ٩٧٨

حقوق الطبع محفوظة للمؤلف

تقسيم كنندة

مكتبة بيت السلام

صندوق البريد: -16737 الرياض:-11474 سعودي عرب

فون: 4381122
4381155
فاكس : 4385991

موبائل: 0542666646-0505440147

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

"نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ"

*

اللہ تعالیٰ اُس آدمی کو خوش باش رکھے جس نے ہم سے حدیث سُنی اور دوسروں تک پہنچائی

(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

فہرست

○ عرض محقق 7

○ رکیے، پڑھیے......!! 9

○ مقدمہ 11

○ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے 13

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پہلی دلیل: 13

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی دوسری حدیث: 16

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تیسری حدیث: 17

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چوتھی حدیث: 17

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پانچویں حدیث: 18

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چھٹی حدیث: 19

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ساتویں حدیث: 20

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی آٹھویں حدیث: 20

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی نویں حدیث: 21

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی دسویں حدیث: 21

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی گیارہویں حدیث: 21

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی بارہویں حدیث: 22

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تیرھویں حدیث: 22

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چودھویں حدیث: 23

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پندرھویں حدیث: 25

○ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت آثار صحابہ سے: 26

○ ﴿إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا﴾ (جب امام پڑھے تو خاموش رہو) کی تحقیق: 31

○ وجوب فاتحہ خلف الامام کی احادیث ایک نظر میں: 33

○ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت 36

○ ان احادیث کا تذکرہ جن سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت لیا جاتا ہے 43

○ نماز میں آمین بالجہر کا ثبوت 46

○ آمین کی لفظی ومعنوی توجیہ: 46

○ نماز میں بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث مبارکہ: 48

○ یہودی مسلمانوں سے آمین بالجہر کی وجہ سے حسد کرتے ہیں: 53

○ اس امت میں یہودی کون ہیں؟ 55

○ امام اور مقتدی سب کے سب بلند آواز سے آمین کہیں: 56

○ باب امام کا جہر سے آمین کہنا: 58

○ باب ہے مقتدی کا آمین کہنا: 58

○ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آمین بالجہر کا ثبوت: 59

○ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے آمین بالجہر کا ثبوت: 60

○ تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے آمین بالجہر کا ثبوت: 60

○ اماموں اور علماء کرام سے آمین بالجہر کا ثبوت: 60

○ نماز میں رفع الیدین کا ثبوت 62

○ اتباع سنت: 62

○ رفع الیدین کا معنی، اس کی حکمت اور اجر وثواب: 63

○ فرشتے بھی نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں: 67

○ مذہب امام اوزاعی رحمہ اللہ وحمیدی رحمہ اللہ: 71

○ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا ثبوت 75

عرضِ محقق......!!

رمضان المبارک ۱۹۹۶ء میں اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ میں تحصیل علم کے دوران بیت اللہ میں آخری عشرہ گزارنے کی سعادت اللہ نے راقم کو عنایت فرمائی، اس دوران بیت اللہ کے صحن میں ایک بزرگ کو کرسی پر بیٹھ کر درس ارشاد فرماتے سنا بعد میں پتہ چلا کہ یہ محترم بزرگ ابو عمر ہیں جو کئی سالوں سے یہاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، شیخ صاحب کی علمی شخصیت، بے لاگ انداز، اور ناقابل چیلنج دلائل آج بھی دل و دماغ کی تازگی کا باعث ہیں، وہیں دوران تعلیم یہ اطلاع بھی ملی کہ کم و بیش ۴۰ سال تک بیت اللہ میں نور علم کی برسات کرنے والی یہ ہستی اب ہستی عدم کو سدھار گئی ہے، اللہ ان کی قبر کو جگمگاتا رکھے۔ آمین

پچھلے سال بھائی عبد السلام (بن لادن کمپنی سعودی عرب میں ملازم ہیں، شیخ رحمہ اللہ کے ہاتھوں ہی اللہ نے بیت اللہ میں قرآن و حدیث کی واحد سیدھی راہ نصیب فرمائی اور اہل علم کے بڑے قدردان ہیں) نے حکم دیا کہ شیخ محترم کی اس کتاب کی تحقیق کے ساتھ ساتھ تشکیل (اعراب) بھی کی جائے، یہی کام اگر وہ مجھے سعودی عرب میں دوران حصول تعلیم کہتے تو شاید چند دنوں میں ہو جاتا لیکن پاکستان میں ”غم زندگی، غم بندگی، غم دو جہاں، غم جاوداں“ کے مصداق کئی قسم کی مصروفیات اور رکاوٹیں آڑے آتی رہیں جن میں سب سے بڑی سیالکوٹ جیسے مردم خیز لیکن مراجع و مصادر کے اعتبار سے تنگ داماں اور تہی دست شہر کے قریب میرا قیام بھی ہے۔ بہر حال ہمت و کوشش کر کے اس کام کو مکمل کرنے کی سعی کی ہے، اس میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی؟ اس کا فیصلہ قارئین کریں گے۔

کتاب کی نمایاں خصوصیات:

۱ اہم مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔

۲ انداز انتہائی سادہ ہے۔

۳ انداز کی سادگی کے باوجود علمی اسلوب بے مثال ہے۔

۴ بے جا طوالت اور غیر ضروری اختصار سے اجتناب کیا گیا ہے۔

۵ اختلافی مسائل میں بنیادی مراجع کے ساتھ مخالفین کی کتابوں سے حوالوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے تاکہ اگر ان کے نزدیک اپنی کتابیں ہی حرف آخر ہوں تب وہ مان لیں۔

کتاب پر میرا کام:

① عربی عبارات کی تشکیل (اعراب)۔

② جن جن احادیث کے حوالہ جات مل سکے ہیں انھیں نقل کر دیا گیا ہے لیکن اگر حدیث متعدد کتابوں میں ہے تو ایک حوالے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

③ احادیث پر حتی الامکان حکم (صحت، ضعف، حسن وغیرہ) لگایا ہے۔

④ جہاں جہاں عبارت میں طباعت یا کسی اور وجہ سے ترتیب یا تسلسل قائم نہیں رہا، وہاں کوشش کی ہے کہ کم سے کم الفاظ کے ساتھ تصحیح ہو۔

⑤ جہاں مناسب سمجھا بعض مسائل پر انتہائی اختصار کے ساتھ اپنی رائے دی ہے۔

میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب رہا؟ یہ فیصلہ قارئین کریں گے البتہ اتنی گزارش ہے کہ جہاں بھی کسی قسم کی کوئی جھول یا عبارت میں کمی یا اعراب میں غلطی دیکھیں ازراہ نوازش ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ محترم کے اس صدقہ جاریہ کا انھیں بھرپور اجر عطا فرمائے اور اس کتاب پر جس نے جس قدر بھی کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا
عبدالرزاق زاهد گھمن
گھوئینکی۔ سیالکوٹ
0333-8611797
JUTTGHUMAN@Hotmail.com

رکیے، پڑھیے......!!

چند سال ہوئے ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب رہنے کا اتفاق ہوا اسی دوران حرم مکی میں فضیلۃ الشیخ الفاضل مولانا ابوعمر فضل الحق عبدالکریم ﷫ استاذ دار الحدیث المکیۃ والمسجد الحرام المکی سے حرم پاک میں اچانک ملاقات ہوئی۔

اس سے پہلے میں فقہ حنفی ہی کو کامل اسلام تصور کرتا تھا لیکن یہ حضرت استاذ موصوف کی صحبت کا فیض ہے کہ اب میں خالص قرآن وحدیث کے چشمہ صافہ سے اپنی دینی پیاس بجھاتا ہوں، اس تبدیلی اور حقیقت اسلام تک پہنچنے میں میری ذاتی کوشش کو ذرا بھی دخل نہیں ہے بلکہ:

«مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ»❶

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو اپنے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔“

کے تحت خالص اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

واپس کراچی آنے کے بعد دین پر ثبات اور استقلال کی فکر ہوئی کیونکہ میں تو دینی علوم کیا عربی زبان ہی سے ناواقف تھا لیکن:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (البقرة:٢/٢٥٧)

”اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے۔“

؎ کہا جو دل نے میرے لا الہ الا اللہ
کسی کے جلوہ رحمت نے کھول دی آغوش

اور یوں مجھے حضرت الاستاذ گرامی قدر مولانا عبدالرحمٰن صدر مدرس دار الحدیث رحمانیہ سفید مسجد سولجر بازار کراچی کی صحبت میسر آ گئی۔ پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہدایت نصیب فرمائی تھی۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرداللہ بہ خیرا یفقھہ۔

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ (الانعام:٦/١٢٥)

”اللہ تعالیٰ جس کسی کے لئے ارادہ کر لیتا ہے کہ اسے ہدایت نصیب کر دے تو وہ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔“

اور آیندہ بھی اس کی رحمت سے توقع رکھتا ہوں کہ ثابت قدم رکھے گا۔

﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾

(ابراهيم: ١٤/ ٢٧)

”اللہ ایمان والوں کو اس پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے۔ دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ (الزمر:٣٩/٢٢)

”سو جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر چل رہا ہے۔“

زیر نظر کتاب اول الذکر حضرت الاستاذ گرامی قدر کے چند خطبات ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ کتاب میں مذکور ہے۔ اس کی چھپائی کا بندوبست جہاں استاذ گرامی قدر سے میری عقیدت کا اظہار ہے، وہاں جس مسئلہ کو حق سمجھا ہے، اس کی تبلیغ کا فرض بھی اس کا محرک ہوا۔

تاہم ثانی الذکر حضرت الاستاذ گرامی قدر کی راہنمائی اور تعاون سے اس قابل ہوا ہوں کہ اس کتاب کو شائع کرا سکوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو اپنی رحمت سے دنیا و آخرت میں وہ سب کچھ عطا فرمائے جو وہ اپنے بندوں کی ہدایت پر اپنے دین کے مبلغین کو زیادہ سے زیادہ دینا چاہتا ہے۔ آمین۔

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ میرے والدین گرامی جناب حسین یوسف دادا بھائی رحمہ اللہ اور والدہ محترمہ فاطمہ بی بی رحمہا اللہ کے لئے بھی ضرور دعائے مغفرت فرمائیں (اور میری بیٹی فاطمہ رحمہا اللہ کے لیے بھی جس کی ٹریفک حادثے میں اچانک موت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے)۔ آمین۔ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَاعْفُ عَنْهُمْ)

فقط آپ کا دینی بھائی

یوسف حسین دادا بھائی۔

مقدمہ

شیخ ابو عمر فضل الحق عبدالکریم رحمہ اللہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، یتیمی کی حالت میں آپ نے ہوش سنبھالا، ہمت شکن حالات سے دو چار ہوئے۔ بچپن ہی سے ایسے المناک حالات پیش آئے جن میں بہت سے بچے پھولوں کی طرح مرجھا کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبع کو علم کی طرف مائل کر دیا، آہستہ آہستہ دینی علم کی طرف بڑھتے رہے۔ ہمت و حوصلہ جوان ہوتا رہا اور دینی علم کی قوت قلب وروح اور جسم و جان میں جذب ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ اپنے وطن ہند کو خیر باد کہہ کر تنہا نکل کھڑے ہوئے اور بالآخر اس طالب صادق کی تلاش و پیاس نے آپ کو چشمہ زمزم کے پاس لا کر کھڑا کیا، جس چشمہ زمزم سے آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل اور ام اسماعیل حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی پیاس بجھائی تھی، نہر زبیدہ نے اپنی آغوش میں پناہ دی، پیاسی روحوں کے لئے آدم علیہ السلام کے ہاتھوں کعبۃ اللہ تعمیر ہوا پھر ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور پھر اسی سرزمین پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور پیاسوں کو روحانی جام نصیب ہوئے۔ ہمارے شیخ ابو عمر رحمہ اللہ نے بھی ان چشموں سے فیض حاصل کیا، اور وقت کی اہم اور عبقری شخصیات کے شاگرد رہے۔ مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بن باز اور محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہما اللہ اور دیگر بڑے بڑے شیوخ سے آپ نے علم حاصل کیا۔ علم حاصل کر کے عملی طور پر اس پر قائم رہنا بہت مشکل ہے، اس موقع پر بھی قدرت نے آپ کو حسن توفیق کے پھولوں سے لاد دیا چنانچہ اتباع سنت اور فرائض و واجبات کی ادائیگی آپ کا خاص وصف تھا۔ جب میں حج کے لئے گیا تو آپ نے مجھے پورے موسم اپنے گھر ہی ٹھہرایا، اس وقت میں نے دیکھا کہ فجر کی نماز کے لئے مجھے بھی اور اپنے تمام بچوں کو جگاتے تھے، گھر میں انتہائی سادگی سے رہتے تھے، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا آپ کی عادت بن گئی، دعوت وارشاد کے کام میں ہی آپ کے دن رات گزرتے۔ مکہ مکرمہ کے مدرسہ دار الحدیث میں آپ استاذ تھے اور کعبۃ اللہ

شریف میں آپ تقریباً بیالیس (۴۲) سال تک درس دیتے رہے۔ آپ کا درس کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی منہ بولتی تصویر ہوتا، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کعبۃ اللہ میں آپ کے اردو زبان کے درس میں بہت سے ہندوستان وغیرہ کے لوگ اپنے فاسد عقیدہ سے تائب ہو کر سدھر گئے اور آپ کے عربی درس سے مغربی، الجزائری وغیرہ لوگوں کو توبہ نصیب ہوئی۔ یہ کتاب ''اظہار حق'' بھی انہی درسوں میں سے دو چار درسوں کا مجموعہ ہے جو محدثین کرام کے طرز پر تحقیق کا انتہائی مفید کتابچہ ہے۔ آپ نے اس کتاب میں آخری مضمون ملانے کی خوشی سے اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

فقط عبدالمتین میمن جوناگڑھی

(یاد رہے کہ شیخ محترم اس وقت اس دار فانی سے کوچ فرما کر اللہ کی جنتوں کے مہمان بن چکے ہیں۔ ان شاء اللہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

یہ درس میں نے مسجد الحرام یعنی کعبۃ اللہ شریف میں جمعہ کی رات بتاریخ ۱۱، ربیع الاوّل ۱۴۰۴، ہجری بمطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کو دیا تھا۔

ابو عمر فضل الحق عبد الکریم

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پہلی دلیل:

«عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“»❶

”حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔“

حافظ ابن حجر ؒ اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری: (۴۱۴) میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حمیدی ؒ نے بروایت یعقوب بن سفیان سے اپنی مسند میں مزید الفاظ کے ساتھ یہی حدیث بیان کی ہے۔ اور امام بیہقی نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابن عمر ؓ کی روایت اسماعیلی کے نزدیک بھی اسی طرح ہے اور ابونعیم کے نزدیک مستخرج میں عثمان بن ابی شیبہ کی روایت بھی اسی طرح موجود ہے اور اس سے یہ بات متعین ہوگئی کہ یہاں مراد نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت ہے۔ حافظ ابن عبدالبر ؒ اپنی کتاب تمہید شرح مؤطا میں کہتے ہیں: دوسرے علما و محدثین نے کہا کہ مقتدیوں میں سے کوئی بھی اپنے امام کے پیچھے جہری قراءت کے وقت بھی سورہ فاتحہ نہ چھوڑے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان عام ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس

---

❶ صحیح المسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ للإمام والمأموم فی الصلوات کلھا حدیث: ٨٧٤

کی نماز نہیں ہوتی۔

اس حکم عام کو کوئی چیز بھی خاص نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نمازیوں میں سے کسی نمازی کے لئے خاص نہیں کیا ہے بلکہ یہ حکم عام ہے، ہر ایک کے لئے۔ پس یہ حدیث اپنے عموم کی بنا پر امام اور مقتدی دونوں کے لئے ہے۔ اس لئے کہ اس میں امام مقتدی اور منفرد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

علامہ کرمانی ؒ نے شرح صحیح البخاری میں کہا ہے: ''اس حدیث عبادہ بن صامت ؓ میں یہ دلیل موجود ہے کہ تمام نمازوں میں امام ومقتدی ومفرد پر سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور علامہ ابن حجر قسطلانی ؒ نے شرح صحیح البخاری ص: ۹۶ پر لکھا ہے کہ یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے یعنی ہر رکعت میں ضروری ہے، چاہے وہ مفرد یعنی اکیلا ہو یا وہ امام ہو یا مقتدی ہو، اور چاہے امام خاموش نماز پڑھائے یا جہری نماز پڑھائے، ہر حالت میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

امام احمد بن حنبل ؒ نے عبادہ بن صامت ؓ والی حدیث کو اختیار کیا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے اور کوئی آدمی سورہ فاتحہ نہ چھوڑے اگر چہ وہ نماز امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو۔

اور علامہ عینی ؒ نے شرح صحیح البخاری جلد (۶/ ۱۵) میں کہا ہے کہ اس حدیث سے یعنی عبادہ بن صامت ؓ والی روایت سے دلیل لی ہے: عبداللہ بن مبارک، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اسحاق اور ابو داؤد نے فرمایا کہ تمام نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اور مقتدی کے لیے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی اجازت بلاقید ثابت ہو چکی ہے اس حدیث سے جسے امام بخاری ؒ نے جزء القراءة میں امام ترمذی اور ابن حبان نے ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی مکحول سے روایت کیا اور مکحول نے محمود بن ربیع سے، انہوں نے عبادہ بن صامت ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک مرتبہ فجر کی نماز میں پڑھنا مشکل ہو گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم شاید اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو، تو ہم نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا ایسا مت کرو، صرف سورۃ الفاتحہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ اس باب میں یہی حدیث اہم

ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۳۸۵)

اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نیل الاوطار'' (۲/۳۱) میں ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث (عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والی) نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تعیین پر دلالت کرتی ہے اور سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی چیز کافی نہیں ہوسکتی اور امام مالک، امام شافعی اور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد والے جمہور علما اسی طرف گئے ہیں، اس لئے کہ اس حدیث میں جو نماز نہ ہونے کا بیان ہے تو وہ نفی اور انکار ذات نماز کے لئے ہے۔ یعنی نماز ہی نہیں ہوتی اور اگر ذات نماز کی نفی نہیں ہے تو جو اس سے قریب ہے اس کی نفی ہوگی۔ ذات نماز کے قریب صحت نماز ہے۔ یعنی بغیر سورہ فاتحہ کے نماز ہی صحیح نہیں ہوتی۔ اس لئے اس نفی اور انکار سے کمال نماز کی نفی ہے۔ اور اگر یہ نفی کمال نماز کی، اگر کوئی لے لے تو اس سے پوچھے آپ کو کامل نماز چاہیے یا ناقص یقیناً؟ (اگر نمازی سچا ہے تو وہ کامل نماز ہی کو پسند کرے گا۔ تب بھی سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ٹھہرا۔)

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم (۱۷۰) پر لکھا ہے کہ ''لَا صَلٰوۃَ'' کا معنی یہ ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی تو ہم ان کی اس بات پر کہتے ہیں کہ ان کا کہنا ظاہری لفظ کے خلاف ہے اور اس کی تائید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا تُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» ❶

''نماز کافی نہیں ہے جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔''

بعض اہل علم نے اس حدیث کو معلول کہا ہے لیکن تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ معلول نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ابو بکر بن خزیمہ اور ابو حاتم بن حبان اور امام دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

امام دارقطنی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث رسول ﷺ بیان کی ہے کہ آدمی کی نماز اس کے لئے کافی نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھے اس حدیث کو اسماء الرجال کے امام ابن قطان رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو صرف آہستہ آواز سے سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے

---

❶ صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ حدیث: ۱۷۸۰

حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی دوسری حدیث:

« عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ ...... الخ))❶

”حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ایسی نماز پڑھے جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو تو وہ نماز خداج یعنی بیکار ہے۔“

علامہ خطابی ؒ نے معالم السنن میں ذکر کیا ہے کہ خداج کا مطلب ہے کہ وہ نماز ناقص ہے اور یہ نقص نماز کو فاسد اور باطل کرنے کے معنی میں ہے۔ عرب حضرات کا محاورہ ہے کہ

” اَخْدَجَتِ النَّاقَةُ: إِذَا أَلْقَتْ وَلَدَهَا وَ هُوَ دَمٌ لَمْ يَسْتَبِنْ خَلْقُهُ فَهُوَ مُخْدِجٌ “

اونٹنی نے خداج کیا۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب اونٹنی ایسا بچہ گرا دے جو ابھی خون کا لوتھڑا تھا اور اس کی شکل وصورت بھی نہیں بنی تھی، ایسے گرے ہوئے لوتھڑے کو مخدج کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی پوری نماز اسی طرح بے کار لوتھڑے کی طرح ہے۔

امام بخاری ؒ نے اپنی کتاب جزء القراءۃ میں لغت عرب کے ماہر ابو عبید کا یہ قول نقل کیا ہے:

”أَخْدَجَتِ النَّاقَةُ: إِذَا أَسْقَطَتْ وَالسَّقْطُ مَيِّتٌ لَا يُنْفَعُ بِهِ“

”اونٹنی نے خداج کیا یعنی اس نے بچہ گرادیا اور ناتمام گرا ہوا بچہ مردہ ہوتا ہے جس سے کوئی نفع نہیں ہے۔“

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ آہستہ اپنے جی میں پڑھ لو، امام نووی ؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ ؓ نے فتویٰ دیا ہے۔ ”إِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ “ اس کو آہستہ آہستہ پڑھ لو معنی یہ ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ پڑھو کہ تم خود اپنے دل میں سن لو۔ امام بیہقی ؒ نے معرفۃ السنن میں ذکر کیا کہ سورہ فاتحہ کو کسی حالت میں بھی امام کے پیچھے نہ چھوڑو چاہے امام جہری نماز پڑھائے یا غیر جہری نماز۔

---

❶ صحيح المسلم، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة للإمام والمأموم فى الصلوات كلها حديث: ٨٧٧

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تیسری حدیث:

« عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَآءَ ةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّیْ أَرَاكُمْ تَقْرَءُ وْنَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِىْ وَاللّٰهِ، قَالَ :لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا » ❶

”حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو آپ پر پڑھنا مشکل ہوگیا۔ جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو، ہم نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! ہم پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا مت کرو صرف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو، اس لئے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی جو اسے نہ پڑھے۔“

اس حدیث کو امام ترمذی نے (۳۱۱) روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام ابو داؤد (۸۲۳) اور نسائی وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

امام خطابی ؒ معالم السنن میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل صریح اور صاف ہے کہ سورہ فاتحہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، چاہے امام جہری نماز پڑھائے یا سری، اس حدیث کی سند جید یعنی بہتر ہے جس پر کوئی طعن نہیں ہے۔

علامہ عبدالحیٔ حنفی لکھنوی ؒ نے سعایہ میں لکھا ہے۔ عبادہ بن صامت ؓ والی حدیث صحیح اور قوی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مقتدی کو سورہ فاتحہ کا حکم دیا ہے۔

امام بیہقی ؒ نے معرفۃ السنن والآثار میں امام زہری ؒ کی یہ روایت بیان کی ہے، زہری نے محمود بن ربیع سے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چوتھی حدیث:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الأنصَارِيِّ

---

❶ مسند احمد: ٥/ ١٣٤ حديث: ٢٣٠٤٧ اور حدیث صحیح ہے

قَالَ نَافِعٌ: أَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُوْ نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نُعَيْمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَ ةِ، فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ۔ قَالَ: أَجَلْ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ يُجْهَرُ فِيْهَا الْقِرَاءَ ةُ قَالَ: فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَ ةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((هَلْ تَقْرَؤُوْنَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَ ةِ؟)) فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذٰلِكَ، قَالَ: ((فَلَا، وَأَنَا أَقُوْلُ مَا لِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَؤُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ)) ➊

”جناب نافع بن محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ (ایک بار) حضرت عبادہ ؓ فجر کی نماز میں تاخیر سے آئے تو ابونعیم موذن نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ عبادہ ؓ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا ہم نے ابونعیم کے پیچھے صف بنائی۔ ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے اور حضرت عبادہ ؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ فارغ ہوئے، تو میں نے عبادہ سے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے حالانکہ (امام) ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے (حضرت عبادہ ؓ نے) کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں آپ نے جہری قراءت کی، مگر قراءت میں الجھ گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: ”کیا تم لوگ جب میں قراءت کر رہا ہوتا ہوں کچھ پڑھتے ہو؟“ ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہ کیا کرو۔ میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے کہ قرآن پڑھنے میں الجھن ہو رہی ہے۔ جب میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو، مگر ام القرآن (فاتحہ)۔“ ➋

امام دار قطنی ؒ نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ بخاری نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ➌

➊ سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ ، باب من ترك القراء ة فی صلاته بفاتحة الكتاب، حديث: ٨٢٤، حدیث قابل حجت ہے ➋ دار قطنی: حديث نمبر ١٢٠٤ ➌ جزء القراء ة میں حديث نمبر ٦٥

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پانچویں حدیث:

«عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ، قَالُوْا : إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ: لَا ، إِلَّا أَنَّهُ يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»❶

اس کے علاوہ معروف مصادر میں یہ الفاظ نہیں پائے گئے۔

”محمد بن ابوعائشہ سے روایت ہے وہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید تم امام کی قراءت کے وقت پڑھتے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ایسا مت کرو مگر تم سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القراءۃ اور امام بیہقی نے کتاب القراءۃ میں اس کو روایت کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ آہستہ اپنے جی میں سورہ فاتحہ پڑھ لے اور امام بیہقی کی ایک روایت میں بھی ایسا ہی ہے اور انھوں نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور صحابہ کرام سب کے سب ثقہ ہیں اس لیے سند کے راویوں کے نام ذکر نہیں کیے اور یہ نقصان دہ بات بھی نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث اس سے زیادہ صحیح حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ (بلکہ موافق ہے) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر: ٨٦ میں کہا کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چھٹی حدیث:

« عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَتَقْرَءُوْنَ فِيْ صَلَاتِكُمْ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُوْنَ إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا وَ يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهِ»

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کرکے فرمایا کہ تم نماز میں امام کے پڑھتے وقت قراءت کرتے ہو؟ یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا تو کسی کہنے والے یا کہنے والوں نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ایسا مت کرو، بس تم

---

❶ تلخیص الحبیر: ٨٦

آہستہ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔“

روایت کیا اس کو امام بخاری ؒ نے جزء القراءۃ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابو یعلی نے بھی اور طبرانی نے اوسط میں ”مجمع الزوائد“ میں امام ہیثمی ؒ نے کہا کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ یعنی مضبوط ہیں۔ (جزء القراءۃ بخاری حدیث: ۲۵۵ ترجمہ زبیر علی زئی)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ساتویں حدیث:

«حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا النَّصْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَقْرَءُوْنَ خَلْفِيْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، إِنَّا لَنَهُذُّ هَذًا قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ»

”ہم کو حدیث بیان کی محمود نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی امام بخاری ؒ نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی شجاع بن ولید نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی نضر نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی عکرمہ نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی عمرو بن سعد نے وہ عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں، ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ سوائے سورہ فاتحہ کے اور قراءت نہ کرو۔“ (روایت کیا اس کو امام بخاری نے جزء القراءۃ میں حدیث: ۶۳ ترجمہ زبیر علی زئی)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی آٹھویں حدیث:

«عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ»

”حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔“

روایت کیا اس کو امام بیہقی نے کتاب القراءۃ: ۴۷، میں اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور جو اس میں لفظ زیادہ ہے وہ بھی صحیح اور بہت سی سندوں سے مشہور ہے، اسی طرح کنز العمال (۴/ ۳۸) میں بھی ہے، امام بیہقی وہ سند اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے

چاہے وہ امام ہو یا غیر امام اور امام طبرانی نے بھی معجم الکبیر میں روایت کیا ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا: جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ناقص (یعنی فاسد و باطل) ہے۔ (بیہقی، کتاب القراءۃ)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی نویں حدیث:

« عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ »

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ سورہ فاتحہ پڑھے۔“

روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم الکبیر میں اسی طرح کنزل العمال (۴/۹۶) میں بھی ہے، امام ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی سند کے راوی مضبوط ہیں۔ جامع الصغیر میں بھی یہ روایت اس طرح آئی ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورہ فاتحہ پڑھ لے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی دسویں حدیث:

« عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ صَلَاةٍ لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ »❶

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی وہ نماز بے کار ہے۔“

اس کو احمد، ابن ماجہ، حدیث: ۸۴۰ اور طحاوی نے روایت کیا ہے مسند امام احمد حدیث: ۲۶۸۸۸۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی گیارہویں حدیث:

« عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ نَافِعٌ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ: فَأَقَامَ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى أَبُوْ نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَ أَقْبَلَ عُبَادَةُ وَ أَنَا

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابن ماجہ احمد اور طحاوی میں روایت ہے۔ ❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحہ، حدیث: ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹؛ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ خلف الامام، حدیث: ۸۳۸، و دیگر کتب احادیث

مَعَهٗ حَتّٰى صَفَفْنَا خَلْفَهٗ وَ أَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَ ةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَ أَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ. قَالَ نَعَمْ، صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ...... الخ» ❶

”نافع بن محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے، نافع نے فجر کی نماز کے متعلق بتایا کہ ابونعیم موذن نے نماز کے لیے تکبیر کہی۔ ابونعیم ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی حضرت عبادہ اور میں دونوں نماز کی طرف متوجہ ہوئے اور ابونعیم کے پیچھے ہم نے صف باندھی، ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے تو عبادہ نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کی، جب وہ نماز پوری کر چکے تو میں نے عبادہ سے کہا کہ میں نے آپ کو سورہ فاتحہ پڑھتے سنا، حالانکہ ابونعیم زور سے قراءت کر رہے تھے انھوں نے کہا ہاں، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ آخر تک، پہلی حدیث کی طرح۔“ (ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ حدیث: ۸۲۴)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی بارہویں حدیث:

«حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ الْعَبْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

”حدیث بیان کی ہم کو وکیع نے، وہ اسماعیل بن ابو خالد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عیزار بن حریث عبدی سے روایت کیا وہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو۔“ اس کو مصنف میں ابن أبی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تیرھویں حدیث:

« عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: جَاءَ هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ اِلَى الصَّلٰوةِ أَسْرَعَ الْمَشْيَ فَدَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ فَجَهَرَ بِالْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قِيْلَ لَهٗ : تَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ: اِنَّا لَنَفْعَلُ»

”حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ ہشام بن عامر نماز کے لیے آئے اور وہ تیز تیز چل کر

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، حديث: ۸۱۹، (اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے۔)

آئے تھے اور نماز میں شامل ہو گئے اس لیے ان کا سانس پھولا ہوا تھا تو امام کے پیچھے (ذرا) آواز سے پڑھنے لگے جب نماز پوری کی تو ان سے کہا گیا کہ آپ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں۔“

اس کو طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے ہیثمی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد میں کہا کہ اس روایت کے راوی مضبوط ہیں۔ ❶

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی چودھویں حدیث:

« عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِأَبِیْ هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ: إِقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَ بَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: حَمَدَنِیْ عَبْدِیْ وَ إِذَا قَالَ: ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ، وَإِذَا قَالَ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ قَالَ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَ قَالَ عَزَّوَجَلَّ: فَوَّضَ إِلَیَّ عَبْدِیْ فَإِذَا قَالَ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ قَالَ: هٰذَا بَيْنِیْ وَ بَيْنَ عَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ: ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنِیْ بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ هُوَ مَرِيْضٌ فِیْ بَيْتِهِ فَسَأَلْتُهُ أَنَا عَنْهُ » ❷

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی، یہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا، لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

❶ تلاش کے باوجود اس حدیث تک رسائی نہ ہو سکی لیکن دیگر روایات کی تائید کی وجہ سے یہ درجہ قبول کی مستحق ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراء ۃ الفاتحہ للإمام والمأموم فی الصلوات کلها حدیث، :۸۷۸

> نے جواباً کہا، اس وقت تم لوگ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے سنا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے، جب کوئی شخص ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتے ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور نمازی جب ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور نمازی جب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندہ نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیے ہیں اور نمازی جب ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان معاملہ ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا پھر نمازی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کے لئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔ سفیان نے کہا میرے دریافت کرنے پر یہ حدیث مجھ سے علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب نے اس وقت بیان کی جب وہ بیمار تھے اور میں ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔“

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی کو نماز میں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ سورہ فاتحہ نماز کا وہ جزو اعظم ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور نصف نصف تقسیم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نصف سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید ہے اور نصف میں وہ دعا ہے جس کے فوائد نمازی کو حاصل ہوئے ہیں۔ جو لوگ ”بسم اللہ“ کو سورہ فاتحہ سے علیحدہ تصور کرتے ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ”بسم اللہ“ اس سورہ میں داخل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو بھی بیان فرماتے اور جو لوگ ”بسم اللہ“ کو سورہ فاتحہ میں داخل و شامل کہتے ہیں وہ بھی اسی حدیث سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ خصوصیات بیان فرمائی ہیں جو سورہ فاتحہ کے ساتھ مخصوص ہیں، (مختصر از امام نووی رحمہ اللہ) چونکہ سورہ فاتحہ دراصل

قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور اس کے پڑھنے کا رحمت عالم ﷺ نے حکم دیا ہے اس لئے ہر رکعت میں یہ پڑھی جائے۔ ❶

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی پندرھویں حدیث:

«حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زَهْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَاهُرَيْرَةَ إِنِّيْ أَكُوْنُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، قَالَ: فَغَمَزَ ذِرَاعِيْ وَقَالَ: إِقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِيْ نَفْسِكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِيْ وَ نِصْفُهَا لِعَبْدِيْ وَ لِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: حَمَدَنِيْ عَبْدِيْ، يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ، يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ فَهٰذِهٖ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ وَ لِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَهُوَ لِعَبْدِيْ وَ لِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ» ❷

”قعنبی، مالک، علاء بن عبدالرحمٰن ابو السائب، مولی ہشام بن زہرہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے بغیر سورہ فاتحہ کے، اس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے ناقص ہے، پوری نہیں ہے۔ راوی نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں، انہوں نے میرا بازو دبا دیا اور کہا اپنے دل میں

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، ۲/۲۲، شرح النووی ❷ سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب من ترك القراءۃ فی صلاۃ بفاتحه الکتاب، حدیث: ۸۱۷ اور حدیث صحیح ہے

پڑھ لے اے فارسی! کیونکہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، نماز بانٹ دی گئی ہے یا میں نے اس کو بانٹ دیا ہے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ، آدھی میری ہے اور آدھی بندے کے واسطے ہے، اور میرا بندہ جو کچھ مانگے گا، ملے گا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، بندہ کہتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سب تعریف اسی کو ہے جو پالنے والا ہے جہانوں کا، اللہ عزوجل کہتا ہے میرے بندے نے میری تعریف بیان کی، پھر بندہ کہتا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ رحم کرنے والا نہایت مہربان، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھ کو سراہا میرے بندے نے پھر بندہ کہتا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ مالک ہے بدلے کے دن کا، پروردگار کہتا ہے میری بڑائی کی میرے بندے نے، پھر بندہ کہتا ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ہم تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان میں ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا میں دوں گا، پھر بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ بتلا ہم کو سیدھی راہ ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے احسان کیا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ ان کی راہ جو گمراہ ہوگئے۔ یہ تینوں باتیں میرے بندے کے لئے ہیں اور میرے بندے کو جو مانگے گا ملے گا۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت آثار صحابہ سے:

۱ حضرت یزید کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں (کیا خیال ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا اگرچہ آپ جہر سے قراءت کررہے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگرچہ جہری قراءت کررہا ہوں۔ (تب بھی سورہ فاتحہ پڑھ لو)۔ (اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے حدیث نمبر ۱۱۹۷، ۱۱۹۸)

۲ عبیداللہ بن ابورافع سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھا کرو۔ (اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے حدیث نمبر: ۱۲۱۹)

۳ ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مکہ مکرمہ میں پوچھا کہ میں نماز میں قراءت کروں

تو انہوں نے کہا کہ میں بغیر قراءت کے نماز پڑھتے ہوئے بیت اللہ شریف کے پروردگار سے شرما جاتا ہوں کم سے کم سورہ فاتحہ ہی سہی۔ (مگر پڑھتا ضرور ہوں)۔ (بخاری جزء القراءة حديث: ٤٨)

۴ ابو مغیرہ سے روایت ہے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔ (امام بخاری نے اس کو جزء القراءۃ میں روایت کیا ہے حدیث نمبر: ۵۲)

۵ مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت کیا کرتے تھے۔

(بخاری، جزء القراءة: حديث نمبر ٦٠)

۶ حضرت ابو السائب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ امام جب جہری نماز پڑھا رہا ہو تو؟ انہوں نے کہا تجھے خرابی ہوا اے فارسی! سورہ فاتحہ آہستہ پڑھ لو۔ (بخاری جزء القراءة حديث نمبر: ٧٣)

۷ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ وہ امام کے پیچھے ظہر وعصر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

(بخاری جزء القراءة حديث نمبر: ٦١)

۸ ابو نضرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھو۔ (بخاری جزء القراءة حديث نمبر: ٥٧، ١٠٥)

۹ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتی تھی۔ (بخاری جزء القراءة حديث نمبر ٣٠)

۱۰ یزید بن فقیر سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم امام کے پیچھے ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورہ پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حدیث نمبر: ۸۴۳)

جزء القراءۃ بخاری تحقیق زبیر علی زئی امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی اعتراض کرنے والا اعتراض کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو فرمایا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی، یہ نہیں فرمایا کہ ہر رکعت میں پڑھنا چاہیے، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا ہے کہ

«إِقْرَأْ ثُمَّ ارْكَعْ ثُمَّ ارْفَعْ ثُمَّ اسْجُدْ ثُمَّ ارْفَعْ فَإِنَّكَ إِنْ أَقَمْتَ صَلٰوتَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ وَ إِلَّا كَأَنَّمَا تَنْقُصُهٗ عَنْ صَلٰوتِكَ» ❶

---

❶ جزء القراءة للامام البخاری، ص: ٤٤

”تم پہلے قراءت کرو پھر رکوع کرو، پھر سر اٹھاؤ، پھر سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ اگر تم اس طرح نماز ادا کرو گے، تو تمہاری نمازِ پوری ہو جائے گی ورنہ تم اپنی نماز ناقص کر بیٹھو گے۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں قراءت رکوع اور سجدہ کر کے حکم دیا کہ اس طرح وہ اپنی نماز پوری کرے، جس طرح پہلی رکعت کا بیان فرمایا اور اس حدیث میں پوری نماز کے لئے بیان ہے۔ ایک رکعت کو چھوڑ کر ایک رکعت کے لئے نہیں۔

ابو قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چاروں رکعت میں قراءت کرتے تھے، اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے دلیل پکڑے کہ امیر المومنین ایک مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا بھول گئے تو انہوں نے دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھی، تو اس دلیل پکڑنے والے سے کہا جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث زیادہ واضح ہے کہ آپ نے فرمایا تم پہلے قراءت کرو اور پھر رکوع میں جاؤ، اس طرح رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے قراءت بتائی ہے اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف رکوع اور سجدہ کے بعد قراءت کرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے سامنے اپنی بات چھوڑ دیتے تھے حالانکہ یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنت سمجھ کر یہ کام کیا کہ پہلی رکعت میں بھول گئے تو دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی مگر یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا اشد ضروری جانتے تھے پس جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا چاہے وہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (٢٤/النور: ٥٤)

”اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔“

پس قراءت رکوع اور سجدہ سے پہلے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ»

”ہم وہیں سے شروع کرتے جہاں سے اللہ نے شروع کیا۔“ (بخاری جزء القراءة: ٤٤ کی حدیث نمبر ٢٠١، ٢٠٢، ٢٠٣، ٢٠٤ کا ترجمہ ہے۔)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ خداج (بے کار) ہے۔

اس حدیث میں ایک نماز کو مخصوص کر کے دوسری نماز کو بغیر سورہ فاتحہ کے پڑھنا نہیں بتایا" جزء القراءۃ بخاری حدیث نمبر: ۲۲۳ نمبر ۱۴، ۸۵ بلکہ ہر نماز چاہے وہ اکیلے ہو یا امام کے ساتھ، جہری ہو یا سری، فرض ہو یا نفل، ہر ایک نماز کے لئے سورہ فاتحہ ضروری ہے۔ ابو عبید کہتے ہیں خداج کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی اپنا ناتمام بچہ لوتھڑے کی صورت میں گرادے جس سے مراد کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ (ایسی ہی بغیر سورہ فاتحہ والی نماز ہے)۔ (بخاری جزء القراءۃ حدیث نمبر: ۲۲٤)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے کہا ہم کو خبر دی عبداللہ نے، انہوں نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے ابو قلابہ سے روایت کیا، وہ حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی جب نماز پوری کی تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے پوچھا کیا تم نے اپنی نماز میں اس وقت پڑھتے ہو جب امام قراءت کرتا ہو، تو صحابہ خاموش رہے، آپ نے تین مرتبہ پوچھا تو کسی کہنے والے یا کہنے والوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ایسا مت کرو۔ تم صرف سورہ فاتحہ آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو۔

(بخاری جزء القراءۃ: ۲۵۵)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے، کہا ہم کو حدیث بیان کی امام بخاری ؒ نے، کہا ہم کو حدیث بیان کی قتیبہ نے کہا ہم کو حدیث بیان کی محمد بن عدی نے، وہ روایت کرتے ہیں امام محمد بن اسحاق سے، وہ مکحول سے، وہ محمود بن ربیع سے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو آپ کو قراءت کرنا مشکل ہوگیا۔ پس آپ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو، انہوں نے کہا ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا ایسا مت کرو، صرف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو، کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ (بخاری جزء القراءۃ: حدیث نمبر: ۲۵۵)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے، کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو امام بخاری ؒ نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی موسیٰ نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی حماد نے، حماد روایت کرتے ہیں ایوب سے، ایوب روایت کرتے ہیں ابو قلابہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھو۔

(بخاری جزء القراءۃ: حدیث نمبر: ۲۵٦)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی امام بخاری ؒ نے، کہا کہ ہم کو حدیث

بیان کی اسحاق نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی عبدہ نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی محمد (بن اسحاق بن یسار) نے، وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں، وہ محمود بن ربیع انصاری سے اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ کو پڑھنا مشکل ہوگیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو۔ انہوں نے کہا، ہاں بخدا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کرو، صرف سورہ فاتحہ پڑھو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (بخاری جزء القراءة: ٥٦ حدیث نمبر: ٢٥٨)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو حفص بن عمر نے، کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو ہمام نے، وہ روایت کرتے ہیں، قتادہ سے وہ زرارہ سے وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، جب نماز پوری کی تو فرمایا، تم میں سے کس نے پڑھا۔ ایک آدمی نے کہا میں نے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی مجھے خلجان میں مبتلا کر رہا ہے۔ (بخاری جزء القراءة:٥٦ حدیث نمبر: ٢٥٩)

حدیث بیان کی ہم کو محمود نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی موسیٰ نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی حماد نے، وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں، وہ زرارہ سے، وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے رات کی ایک نماز پڑھائی۔ پس فرمایا کس نے "سَبِّحِ اسْمَ" پڑھی تھی، ایک آدمی نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا: مجھے ایسا لگا جیسے کوئی آدمی مجھے خلجان میں مبتلا کر رہا ہے۔ (بخاری جزء القراءة:٥٦ حدیث نمبر: ٢٦٠)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی عمر بن علی نے، کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی ابن عدی نے، وہ روایت کرتے ہیں شعبہ سے، وہ روایت کرتے ہیں علاء بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ نماز جس میں قراءت نہ کی جائے ناقص ہے، پوری نہیں ہے تو میرے والد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: جب میں امام کے پیچھے ہوں تب؟ تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، اے فارسی! یا یہ کہا کہ اے ابن فارسی! آہستہ آہستہ پڑھو۔ (بخاری جزء القراءة: ٥٦ حدیث نمبر: ٢٦١)

"إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا" (جب امام پڑھے تو خاموش رہو) کی تحقیق:

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلیمان تیمی نے اور عمرو بن عامر نے قتادہ سے روایت کیا، وہ یونس بن جبیر سے روایت کرتے ہیں، وہ عطاء سے وہ موسیٰ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جملہ بھی روایت کرتے ہیں:

"إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا"

"جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔"

حالانکہ سلیمان نے قتادہ سے یہ جملہ زائد سننے کا ذکر نہیں کیا اور نہ قتادہ نے یونس بن جبیر سے سنا اور ہشام، سعید، ہمام، ابوعوانہ، ابان بن یزید اور عبیدہ نے بھی قتادہ سے یہ حدیث روایت کی ہے مگر ان سب نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو، اور اگر اس کو صحیح بھی مان لیں تو سورہ فاتحہ کے علاوہ قراءت کے لیے ہے اور سورہ فاتحہ امام کے ٹھہرنے اور سکتہ کی حالت میں پڑھ لے لیکن سورہ فاتحہ کو ترک کرنا تو اس حدیث سے بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

ابو خالد الاحمر نے ابن عجلان سے روایت کیا اور انھوں نے زید بن اسلم سے یا کسی اور سے، انھوں نے ابو صالح سے، انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام اس لیے بنایا گیا تا کہ اس کی اقتدا کی جائے اور اس روایت میں یہ لفظ زیادہ کیا۔ "جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔"

ابوخالد الاحمر کی روایت کی صحت کو جب ہم پرکھیں تو یہ زائد جملہ اس میں نہیں پایا جاتا۔ امام ابن حنبل کہتے ہیں کہ یہ راوی نے الٹ پلٹ کر دیا ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالکل اس کے برعکس روایتیں موجود ہیں چنانچہ محمود نے امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کیا، کہا ہم کو عثمان نے، ان کو بکر نے حدیث بیان کی وہ ابن عجلان سے، وہ مصعب بن محمد، قعقاع اور زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو صالحہ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں لیکن ان سب نے یہ جملہ روایت نہیں کیا کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔

ابو السائب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ سور فاتحہ امام کے پیچھے آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو۔

اور عاصم نے کہا ابو صالح سے، انھوں نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا کہ امام جہری قراءت کرے اس میں بھی پڑھو اور ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قراءت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے تھے، پس اگر کوئی شخص امام کے وقف اور سکتہ کی حالت میں سورہ فاتحہ پڑھ لے تو وہ خالد الاحمر والی روایت کے بھی خلاف نہیں ہوگا اور سہل اپنے والد سے وہ ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی ﷺ سے، اس سند والی روایت میں تو ابو خالد الاحمر نے بھی اس زائد جملہ ”خاموش رہو“ کی متابعت نہیں کی۔ (دیکھو جزء القراءۃ، ص: ۵۷، ۵۸ حدیث نمبر: ۲۶۳ سے ۲۷۲ تک)

ہم کو حدیث بیان کی محمود نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی امام بخاری ؒ نے کہا کہ ہم کو حدیث بیان کی صدقہ نے، کہا کہ ہم کو خبر دی، عبد اللہ بن رجاء نے وہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ میں امام کے پیچھے پڑھوں؟ انھوں نے کہا، ہاں، اگرچہ تم امام کی آواز (قراءت) سن رہے ہو کیا ان اماموں میں ایسے بھی ہوں گئے ہیں جنھوں نے وہ نئی باتیں نکال لیں جسے سلف صالحین نہیں کرتے تھے، وہ اسلاف کرام کہ جب کوئی ان میں سے امامت کراتا تو تکبیر اولیٰ کے بعد اتنی دیر خاموش رہتا کہ اسے گمان ہوتا کہ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں نے سورہ فاتحہ پڑھ لی۔ پھر وہ قراءت کرتا اور لوگ خاموش رہتے۔ حاکم بن عتیبہ کہتے ہیں کہ میں جلدی کرتا ہوں اور سورہ فاتحہ پڑھ لیتا ہوں۔

(بخاری، جزء القراءة، ص: ٥٨ حدیث نمبر: ٢٧٣)

رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے لیکن کوئی تعین نہیں فرمایا کہ کس موقع پر پڑھیں اس لیے جب بھی پڑھ سکیں پڑھ لیں۔ امام ابوداؤد ؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور تائید میں امام مکحول ؒ کا یہ بیان لائے ہیں:

> ”قَالَ مَكْحُوْلٌ: إِقْرَأْ بِهَا قَبْلَهٗ وَ مَعَهٗ وَ بَعْدَهٗ وَ لَا تَتْرُكْهَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ“
>
> ”سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے سے پہلے، امام کے ساتھ اور امام کے پڑھنے کے بعد (کبھی بھی) پڑھ لو اور کسی بھی حال میں اس کا پڑھنا نہ چھوڑو۔“ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۸۲۵ کے آخر پر قول نقل کیا ہے۔)

”أَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يُّوَفِّقَنَا وَالْمُسْلِمِيْنَ الْعَمَلَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ“

* * *

وجوب فاتحہ خلف الامام کی احادیث ایک نظر میں

○ **بَابُ** ”مَا جَاءَ أَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ “
(الترمذی، تحفة الأحوذی، جز:۲، ص:۵۹)

○ **بَابُ** ” إِيْجَابِ الْقِرَاءَةِ فِى الصَّلٰوةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ نَفْيِ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ قِرَاءَتِهَا “
(صحیح ابن خزیمہ:۱/۲۴۶)

○ **بَابُ** ”مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِى الصَّلَاةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“ (ابوداود: جز:۱/ص:۳۰۰)

○ **بَابُ**: ”إِيْجَابِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِى الصَّلٰوةِ“ (النسائی، الجز الثانی، ص:۱۳۷)

○ **بَابُ**:”الْقِرَاءَةِ خَلْفِ الْإِمَامِ“ (ابن ماجه الجزء الاول:۲۷۳)

○ **بَابُ** ”وَجُوْبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ“(مسلم، للنووی الجزء الرابع:۲/۲۰۰)

○ **بَابُ**: ”وَجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ فِى الصَّلٰوةِ كُلِّهَا“
(بخاری، الجزء الاوّل، ص:۱۸۱، طبع مصری: مجلد:۱)

○ حَدِيْثُ عُبَادَةَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
(تلخيص الحبير:۱/۲۳۶، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰)

○ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (نصب الرايه، مجلد:۱/۳۶۳)

○ **بَابُ** ”الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ“ (شرح معانی الاثار: ۱/۲۱۵)

○ أَلْقِرَاءَةُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْقِرَاءَةُ
(شرح الزرقانی، مؤطا امام مالك، ۱/۱۷۵ الرسالة للامام الشافعی: ۱/۹۳، المنتقیٰ من اخبار المصطفی، مجلد:۱، وجوب القراءة بفاتحة الکتاب، ص: ۳۸۰)

○ **بَابُ** ”مَا جَاءَ فِى قِرَاءَةِ الْمَأْمُوْمِ وَإِنْصَاتِهٖ إِذَا سَمِعَ إِمَامَهٗ“
(المنتقی من اخبار المصطفی، ص:۳۸۴)

○ أَلْقِرَاءَةُ خَلْفَ الْإِمَامِ (تنوير الحوالك شرح مؤطا مالك: ۱/۱۰۷، ۱۰۶)

○ **بَابُ** ”لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“ (سنن الدارمی:۱/۱۸۳)

○ **بَابُ** ”مَنْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ فِىْ صَلٰوةٍ“ (معالم السنن للخطابی مجلد:۱/۳۸۷)

○ **بَابُ** "فَرْضِيَّةِ الْقِرَاءَةِ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ التَّعَوُّذِ."

○ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُنَادِيَ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (سنن البیهقی: ٢٧/١)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

* * *

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ أَمَّا بَعْدُ......!

رسالہ (اظہارِ حق) گزشتہ سال شائع کرایا تھا جس سے الحمد للہ احباب کو کافی فائدہ ہوا، اس دفعہ حضرت الاستاذ مولانا ابو عمر فضل الحق عبد الکریم صاحب نے نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنے کا موضوع مزید با دلائل لکھ کر ارسال فرمایا اور حکم ارشاد کیا کہ اس کو بھی ساتھ شامل کیا جائے۔

حضرت الاستاذ کے حکم پر دوسری اشاعت میں اس موضوع کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین پر، اپنے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

طالب دعا

یوسف حسین دادا بھائی

جولائی ۱۹۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَبَعْدُ......!

«عَنْ طَاؤُسٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَ هُوَ فِي الصَّلٰوةِ »❶

”حضرت طاؤس رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں ہوتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ان کو سینے پر باندھ لیتے۔“❷

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ (۲۸۱/۱، مطبوعہ السعادۃ مصر)

«عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ الْمِحْرَابَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ بِالتَّكْبِيْرِ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى يُسْرَاهُ عَلٰى صَدْرِهٖ»

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا جب آپ مسجد کی طرف نماز کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ محراب میں داخل ہوئے پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، تکبیر کہی پھر داہنے کو بائیں پر رکھ کر سینے پر باندھ لیا۔“

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ فی الصلاۃ، حدیث: ٧٥٥ (اور حدیث مرسل صحیح ہے۔)

❷ یاد رہے کہ اسی سلسلے میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو ضعیف سنن ابی داود، از محدث العصر الشیخ ناصر الدین البانی، حدیث: ١٥٩

یہی روایت دوسری سند سے بھی حضرت وائل بن حجر ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیے۔

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ كَذَا قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قَالَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسْطِ يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ»

(مذکورہ بالا حدیث کو بھی اہل علم نے شرف قبولیت سے نوازا ہے۔)

”حضرت عقبہ بن صہبان سے بھی اسی طرح حضرت علی ؓ سے مروی ہے قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ فرمایا کہ حضرت علی ؓ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے درمیان میں رکھ کر ان دونوں کو سینے پر باندھ لیا۔“ ❶

«عَنْ هُلْبٍ الطَّائِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ يَسَارِهٖ وَ رَأَيْتُهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ وَوَصَفَ يَحْيٰى سَعِيْدٌ الْقَطَّانُ الرَّاوِي الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصَلِ» ❷

”حضرت ہلب الطائی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز سے کبھی دائیں کبھی بائیں پھرتے تھے۔ نیز میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ سینے پر رکھتے تھے۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید القطان جو حدیث کے راوی ہیں، بیان فرماتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھتے تھے۔“

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند بھی متصل ہے۔ جیسا کہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں (۲/۸۳) مطبوعہ قاہرہ میں ہے۔

«عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ»

”حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر پھر

---

❶ رواہ البیہقی ۲/۳۰، مطبوعہ مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن

❷ مسند احمد بن حنبل: ۵/۲۲۶، حدیث: ۲۲۳۱۳

ان دونوں کو نماز میں سینہ پر باندھ لیا کرتے تھے۔"

اس حدیث کو ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے تاہم احناف کے ہاں تو حدیث مرسل بھی مطلقاً حجت ہوتی ہے اور پھر اس مرسل کی تائید مذکورہ احادیث (جو حضرت وائل بن حجر اور ہلب الطائی سے مروی ہیں) کرتی ہیں تو اس سے نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا استدلال بالکل صحیح ہوا۔

علمائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حالت سائل کی اور ذلت کی حالت ہے، نیز بے فائدہ کام (جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے ہوتا ہے) سے بھی بہت دور ہے اور خشوع وخضوع کی حالت میں بہت قریب ہے۔

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو ہاتھ اٹھائے، تکبیر کہی، پھر کپڑے میں لپیٹ لیے پھر دائیں کو بائیں پر رکھا اور جب رکوع کا ارادہ فرمایا...... الخ۔

یہی روایت ابن خزیمہ نے (۲۴۳/۱) مطبع، مکتبہ اسلامی پر درج فرمائی ہے۔

« صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ »

"میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیا۔"

یاد رہے کہ صحیح ابن خزیمہ کی مذکورہ بالا روایت کی سند کو تمام اہل علم نے صحیح قرار دیا ہے۔

یہی روایت جب بزار میں نقل ہوئی تو وہاں عند صدرہ یعنی سینہ کے پاس ہاتھ باندھنے کا تذکرہ ہے لیکن مسند احمد میں ہلب الطائی کی روایت بھی اسی طرح منقول ہے۔

امام ابوداؤد نے سنن میں اسی طرح طاؤس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز میں سینہ پر باندھ لیتے تھے۔

یہ حدیث اس مسئلہ میں بہت واضح ہے کہ ہاتھ سینہ پر باندھنے ہی ثابت ہیں، اس موضوع پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے زیادہ صحیح حدیث نہیں اور یہی کام زیادہ مناسب بھی ہے۔

جیسا کہ ہم نے حضرت علی ؓ سے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اسی طرح اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے بھی وہی الفاظ منقول ہیں جو حضرت علی ؓ سے منقول ہیں اس کا معنی ہے کہ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھا کر۔

یہ روایت نیل الاوطار(۱/۱۹۵(مطبوعہ مصطفیٰ باب الحلبی) میں ہے، نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ص: ۳۱۵،۳۱۴ پر ہے کہ

" أَحَادِيْثُ الْخُصُوْمِ رَوَى ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِه مِنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ. حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ هٰذَا ذَكَرَهٗ كَثِيْرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ»

”ہمارے (احناف کے) مخالف لوگوں کے پاس وہ حدیث ہے جو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل فرمائی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا تو نماز میں ان کو سینے پر باندھ لیا۔“

اسی طرح حضرت وائل بن حجر ؓ کی روایت کو بہت سے ائمہ نے نقل کیا ہے۔

« عَنْ قَبِيْصَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ»

”حضرت قبیصہ اپنے والد گرامی سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری امامت کراتے تھے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔“

یعنی داہنے ہاتھ سے بایاں پکڑتے اور ان کو سینے پر باندھ لیتے۔ مسند احمد کی روایات میں ہے کہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھتے، اس بحث کو دیکھنے کے لیے دیکھیں

حضرت امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت وائل بن حجر ؓ، حضرت غطیف بن الحارث، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سہل بن سہل ؓ سے روایات منقول ہیں۔

حضرت امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلب کی روایت حسن ہے کہ اصحاب

رسول ﷺ کے علاوہ تابعین اور بعد کے اہل علم کا حدیث پر عمل ہے۔

تنبیہ= قبیصہ بن ہلب الطائی کوفی مقبول الحدیث ہے، تیسرے طبقہ کا راوی ہے۔ (التقریب حافظ بن حجر رحمہ اللہ) امام عجلی نے اس کی توثیق کی ہے اس کی روایت اپنے باپ ہلب سے ہے، مشہور صحابی ہیں، کوفہ رہائش پذیر ہو گئے تھے، بعض لوگ اس کا نام یزید بتاتے ہیں کہ ہلب تو لقب تھا۔ (مسند احمد: ١٥١/٣)

مرعاۃ، ص: ۵۵، و فتح الغفور، ص: ۵، میں ہے کہ طاؤس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر پھر ان دونوں کو سینے پر باندھ لیتے، جب آپ نماز میں ہوتے تو ایسا کرتے۔ (فتح الغفور، مراسیل ابی داود)

« عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ الْآيَةِ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قَالَ: وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ وَسْطَ الْيُسْرٰى ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ فِي الصَّلَاةِ» ①

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ آیت کی تفسیر کے سلسلے میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ نماز میں بائیں کے درمیان میں رکھا پھر ان کو سینے پر باندھ لیا۔“

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی فتح الغفور: ۲، بیہقی: ٣١/٣، میں ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر میں ہے۔ داہنا ہاتھ بائیں کے اوپر نماز میں نحر یعنی قربانی کرنے کے مقام کے پاس رکھتے تھے۔

تفسیر فتح البیان میں محمد بن کعب سے اسی طرح منقول ہے۔ کہ النحر کا معنی نماز میں دائیں کو بائیں پر مقام نحر کے قریب رکھا جائے۔

علامہ مجدد الدین فیروز آبادی نے فتح الغفور، ص: ۲۴، میں لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے پر رکھ کر نماز میں سینے پر باندھ لیتے۔ فتح الغفور، ص: ۲۴، پر امام سیوطی سے بھی روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ اپنا سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھ لیتے تھے، جب

---

① فتح البیان: ٣٦٢/١، تفسیر طبری: ٣٢٦/١، أحکام القرآن لإبن العربی: ١٩٧٥/٤، بیهقی: ٣٠/٢

آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے۔

پیر عبد القادر جیلانی ؒ نے ”غنیۃ الطالبین“ ص:۱۰، پر یہی بات لکھی ہے علامہ محمد حیات سندھی الحنفی سے فتح الغفور ہی میں منقول ہے کہ

«أَنْ يُوْضَعَ الْأَيْدِىْ عَلَى الصُّدُوْرِ فِي الصَّلَوَاتِ أَصْلًا أَصِيْلًا جَلِيًّا فَلَا يَنْبَغِيْ لِأَهْلِ الْإِيْمَانِ الْإِسْتِنْكَافُ وَ كَيْفَ يَسْتَنْكِفُ الْمُسْلِمُ عَمَّا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الَّذِىْ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ بَلْ يَنْبَغِيْ أَنْ يَّفْعَلَ ذَالِكَ»

”اصل الاصیل اور واضح دلیل یہی ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر ہی رکھے اہل ایمان کا اس سے انکار مناسب نہیں اور کیسے ناپسند کر سکتا ہے ایک مسلمان اس چیز کو جو نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور جب کہ یہ فرمان بھی موجود ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان ہو ہی نہیں سکتا، جب تک اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جس کو میں لے کر آیا ہوں۔“

اسی طرح فتح الباری (۲/۲۲۴) میں بھی مذکورہ ہے کہ ابن خزیمہ اور بزار نے وائل بن حجر ؓ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ انھوں نے ہاتھوں کو سینے پر باندھا اور مسند احمد میں ہلب الطائی کی روایت سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔

عبد اللہ بن مسلمہ، مالک سے، مالک ابو حازم ؓ سے اور اسی طرح حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ

«كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ، قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا ذَالِكَ نُسِبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ»

(رواه البخاری فی صحیح حدیث نمبر: ۷۴۰)

”لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ داہنا ہاتھ بائیں کہنی پر رکھ کر نماز میں کھڑے ہوں، ابو حازم کہتے ہیں کہ اس سے مراد صرف یہی ہے کہ (حکم دینے والی بات) صرف رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔“

اسی طرح حضرت قبیصہ بن ہلب اپنے والد گرامی قدر سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے تو بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا کرتے۔ (ترمذی: ۲۰۲، احمد، ابن ماجہ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے لیکن احمد میں یہ الفاظ زائد منقول ہیں: "يَضَعُ هٰذِهِ علٰى الصَّدْرِ" اور ابن خزیمہ نے وائل کی حدیث نقل کرکے "وَضَعَهَا عَلَى الصَّدْرِ" کے الفاظ نقل فرمائے ہیں اور بزار نے "عِنْدَ صَدْرِهٖ" کے الفاظ۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال لیا ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر باندھ لیا۔

* * *

ان احادیث کا تذکرہ جن سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت لیا جاتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام احمد نے مسند احمد میں، اسی طرح ابوداود، ابن ابی شیبہ، دارقطنی، بیہقی نے روایت نقل کی ہے۔

« عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ »

"حضرت ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے۔"

مگر اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی راوی ہیں اور اس حدیث کا دار و مدار اسی مذکورہ شخص پر ہے۔ وہ ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "فِيْهِ نَظَرٌ" ابن حنبل اور ابو ہاشم فرماتے ہیں: "مُنْكِرُ الْحَدِيْثِ" ابن معین فرماتے ہیں: "لَيْسَ بِشَيْءٍ" کچھ بھی نہیں۔ بیہقی فرماتے ہیں: "لَا يَثْبُتُ أَسْنَادُهُ" کہ اس حدیث کی سند ثابت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کو بیان کرنے والا عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی اکیلا ہے، اور وہ متروک ہے۔ یعنی محدثین نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ خلاصہ اور مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "وَهُوَ حَدِيْثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضُعْفِهٖ" یہ ایسی حدیث ہے کہ تمام لوگ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں، کیونکہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی بالاتفاق ضعیف ہے، امام زیلعی (حنفی) نے نصب الرایہ میں بھی یہی لکھا ہے (۳۱۴/۱)۔

امام ابن ہمام نے تحریر میں لکھا ہے کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ کسی شخص کے بارے میں کہہ دیں کہ "فِيْهِ نَظَرٌ" (واضح ہو کہ امام بخاری رحمہ اللہ معتدل ائمہ کرام میں سے ہیں اور ان کے ان الفاظ کا مطلب زیادہ تر اہل علم کے نزدیک "کذاب" (جھوٹا) ہے۔) تو ایسے آدمی کی حدیث کو

حجت نہیں بنایا جا سکتا۔ حوالہ کے لیے دیکھیں، مرعاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۸۔۵۵۷، مطبوعہ لاہور۔

فاضل ملا الهداد ہدایہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

” إِذَا كَانَ حَدِيْثُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ ضَعِيْفًا وَّ مُعَارِضًا بِأَثَرِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَنَّهٗ فَسَّرَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ عَلَى الصَّدْرِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِىْ ذَكَرَهُ النَّوَوِىُّ ثُمَّ حَدِيْثُ عَلِيٍّ هٰذَا مَنْسُوْخٌ عَلَى طَرِيْقِ الْحَنَفِيَّةِ »

” جب ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت علی ؓ کے اس اثر کے خلاف بھی ہے کہ جس میں حضرت علی ؓ سے قرآن مجید کے اس فرمان کی تشریح کہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ یعنی داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر سینے پر باندھنا ہے تو حضرت وائل ؓ والی حدیث پر عمل کرنا واجب ہو گا جس کو امام نووی ؒ نے ذکر کیا ہے اور پھر یہ حدیث احناف کے اصول کے مطابق منسوخ بھی ہو جائے۔“

اسی طرح امام ابوداؤد ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ضعیف ہے۔

فتح الباری (۲/۲۲۴) مطبوعہ سلفیہ میں حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؓ والی روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے باندھے جائیں، ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین متفق ہیں۔

اسی طرح شیخ تقی الدین الامام میں فرماتے ہیں:

” وَاحْتَجَّ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ لِأَصْحَابِنَا فِىْ ذَالِكَ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ قُلْتُ: هٰذَا قَوْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ وَ إِسْنَادُهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ غَيْرُ صَحِيْحٍ وَ إِنَّمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ فِىْ مُسْنَدِهٖ وَالدَّارَ قُطْنِىُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِىُّ مِنْ جِهَّتِهٖ فِىْ سُنَنِهِمَا

مِنْ حَدِيْثِ أَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ الَّذِىْ رُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ فِيْهِ مَقَالٌ لِأَنَّ فِىْ سَنَدِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوْفِىُّ قَالَ أَحْمَدُ: لَيْسَ بِشَىْءٍ مُنْكِرُ الْحَدِيْثِ »

"صاحب ہدایہ نے ہمارے مقلدین (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کے لیے اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ کے ان الفاظ سے دلیل بنائی ہے کہ سنت سے یہ بھی ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر ناف کے نیچے رکھے، میں کہتا ہوں کہ یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اور اس کی سند نبی اکرم ﷺ تک صحیح نہیں ہے، خصوصاً جب کہ امام احمد نے مسند احمد میں اور دارقطنی نے پھر بیہقی نے حضرت ابو جحیفہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا، اس میں مقال ہے کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ تو کوئی شے نہیں اور منکر الحدیث ہے۔"

یہی بات امام بغوی نے شرح السنہ (۳/۳۴) میں بھی فرمائی ہیں اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول پر کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔

◆ ◆

نوٹ= یہاں شرعی دلائل سے ہٹ کر عقلی طور پر اگر غور کیا جائے تب بھی ناف تلے ہاتھ باندھنا مناسب نہیں کیونکہ وہاں انسان کا معدہ ہوتا ہے جو فضلہ والی جگہ ہے اس کے مقابلے میں سینہ میں دل ہے جو سارے جسم کا سردار اور محبت الٰہی کا مرکز ہے اس لیے سینے پر ہاتھ باندھنا عقلاً اور شرعاً دونوں طریقے سے درست اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا شرعاً تو غیر ثابت ہے ہی، عقلی طور پر بھی غلط ہے۔ (محقق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نماز میں آمین بالجہر کا ثبوت

میں نے اس موضوع پر ۲۷ صفر ۱۴۰۴ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۸۴ء جمعہ کی رات مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں درس دیا تھا۔

ابو عمر فضل الحق عبد الکریم (رحمہ اللہ)

آمین کی لفظی و معنوی توجیہ:

فتح الباری شرح صحیح البخاری (۳/۴۲۵) میں ہے کہ آمین امن کا مصدر ہے، یہ تمام قاریوں کے نزدیک تمام روایات کے مطابق مد اور تخفیف دونوں سے آتا ہے واحدی رحمہ اللہ نے قراءت کے امام حمزہ اور کسائی سے امالہ بھی نقل کیا ہے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ آمین اسمائے افعال میں سے ہے جیسے سکوت کے لیے ''صہ'' آتا ہے۔ وصل کی حالت میں آمین پر فتح لگتا ہے کیونکہ یہ بالاتفاق ''کیف'' کی طرح مبنی ہے، ہاں البتہ اس پر کسرہ (زیر) نہیں لگتا، کیونکہ کسرہ ''ی'' کے بعد بھاری ہوتا ہے اور آمین کا معنی جمہور علما کے نزدیک ''اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ'' ہے یعنی اے پروردگار میری دعا قبول فرما۔

اور دوسرے بہت سے معنی بھی بیان کیے گئے ہیں جن کا مطلب قریب قریب یکساں ہے۔

امام ابوداؤد نے زہیرہ نمری صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آمین مہر کی طرح ہے جو دستاویز پر لگائی جاتی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ اگر آمین کی مہر لگا دی تو واجب کر دیا۔ (عون المعبود: ١/ ٣٥٤، هدايه: ١/ ٣٥٤)

آمین اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے ایک نام ہے، عبدالرزاق نے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا اور ہلال بن یساف تابعی سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے، صاحب قاموس ابوالشیخ نے بھی رویات کیا ہے۔ درمنثور (۳/۳۱۵) میں بھی اسی طرح ہے اور عون المعبود (۱/۳۵۲) اور تفسیر خازن (۱/۱۷) پر بھی اسی طرح ہے۔

آمین کا معنی ”أَللّٰهُمَّ اسْمَعْ وَ اسْتَجِبْ“ یعنی اے اللہ پاک سن لے اور قبول فرما لے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آمین کے معنی ہے کہ اے اللہ! اسی طرح ہو جائے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے ایک نام ہے یہ بھی کہا گیا کہ آمین اللہ تعالیٰ کی مہر ہے، جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ رفع فرما دیتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آمین کا معنی پوچھا تو آپ نے بتایا۔ ”إِفْعَلْ“ اے اللہ! یہ کام کر دے، علامہ نسفی نے مدارك التنزيل میں ص:۲۰، پر یہ روایت بیان کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آمین کی تلقین کی۔ سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہونے پر اور کہا کہ یہ کتاب پر مہر لگانے کے برابر ہے۔

(تلخيص، كتاب الدعاء لابن ابى شيبه و فتح البيان)

آمین اسم فعل ہے، معنی ہے: ”اے اللہ سن لے اور قبول فرما لے، اکثر اہل علم نے اسی طرح کہا ہے، قرطبی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور صحاح میں اس کا معنی یہ بتایا ہے کہ اسی طرح ہو جائے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آمین کا معنی پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ ”رَبِّ إِفْعَلْ“ اے پروردگار کام بنا دے، جریر نے اپنی تفسیر میں اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی یہی کہا ہے۔

آمین کا معنی ہے ”لَا تُخَيِّبْ رَجَاءَ نَا“ اے اللہ! ہماری امیدوں کو ناکام نہ کر، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی مہر ہے بندوں پر کہ اس کے کہنے سے پروردگار ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آمین کتاب کے اوپر مہر لگانے کے برابر ہے۔ (ابوداؤد)

نماز میں بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث مبارکہ:

«عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَهَرَ بِآمِيْنَ» ❶

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔“

آمین بالجہر کی تعریف یہ ہے جب زیادہ لوگ اس کو سن لیں، فقہ ابوجعفر ہندوانی (در مختار: ۱/۲۴۹) بعض مقلدین کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کی سند میں عبد اللہ راوی مجہول ہے یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اس لیے کہ عبد اللہ تمیمی کو اسماء الرجال میں مجہول راوی شمار کیا گیا ہے اور وہ شمائل ترمذی کا راوی ہے اور مذکورہ حدیث میں عبد اللہ دوسی ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں اور وہ مقبول ہیں اور طبقہ ثالثہ میں سے ہیں۔ (تقريب التهذيب)

«عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَلَا: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ» ❷

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تلاوت فرماتے تو آمین کہتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ جو آپ کے قریب ہوتے وہ سن لیتے تھے۔“

(یہ حدیث بلند آواز سے آمین کہنے کی دلیل ہے۔)

یہ حدیث ابوداؤد، نیل الاوطار (۲/۱۱۷)، دارقطنی، مستدرک حاکم، بیہقی، وغیرہ میں ہے۔ نیز عون المعبود، ص: ۲۵۲، فتح الباری، ص: ۵۹، کنز العمال: ۳/۵۹، تفسیر ابن کثیر: ۱/۵۷، محلّی ابن حزم: ۳/۲۶۳، التعلیق المجد، ص: ۱۰۵، جمع الفوائد: ۱/۷۶ پر بھی ہے۔

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب التأمين وراء الإمام حديث: ۹۳۳، نیز ملاحظہ ہوں حديث نمبر: ۹۳٤

❷ مذکورہ بالا حدیث کا حوالہ سابقہ حدیث کے ساتھ گزر چکا ہے۔

«عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِيْنَ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ»❶

”حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تلاوت فرما لیتے تو آمین کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے۔ پھر تو مسجد گونج اٹھتی تھی۔“

ابن ماجہ، ص: ۱۲۰، تلخیص، ص: ۹۶، علامہ شوکانی ؒ نے کہا کہ یہ حدیث امام دارقطنی نے وارد کی ہے اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح شیخین کی شرط پر ہے اور امام بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عون المعبود (۱/۳۵۳) پر بھی ہے اور عینی نے شرح ہدایہ: ۱/۶۳۴، پر اسے وارد کیا ہے۔

اور بعض حاشیہ نگاروں نے لکھ دیا ہے کہ پہلی صف والوں کے سننے اور اس میں بھی یہ جو آپ کے پیچھے کھڑے ہوں ان کے سننے سے جہر ثابت نہیں ہوتا، ان لوگوں کا ایسا لکھنا صریحاً فساد ہے کیونکہ متقدمین فقہائے حنفیہ اور خصوصاً صاحب ہدایہ نے یہ صراحت کی ہے کہ دوسرا سن لے یہی جہر ہے اور یہی فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے بھی کہا ہے انھوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ روایت کے الفاظ ان حاشیہ نگاروں کی بات کو ایک دم رد کر دیتے ہیں، یہ حدیث آمین بالجہر کے لیے بالکل صاف اور صریح ہے۔

« عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ فِيْ صَفِّ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ آمِيْنَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ أَنَا فِيْ صَفِّ النِّسَآءِ»❷

”ام الحصین ؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے عورتوں کی صف میں نماز پڑھ رہی تھیں جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا تو آمین بھی کہی۔ یہاں تک کہ میں نے خود (مردوں کی صفوں کے پیچھے) عورتوں کی صف میں سنا۔“

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب الجهر بآمين حديث: ٨٥٣، سلسلة احاديث الصحيحة، حديث: ٤٦٥

❷ نصب الرأية: ص ٣٧١ جلد نمبر ١

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس دور میں آمین کی آواز اس قدر بلند ہوتی تھی کہ خواتین بھی سنا کرتی تھیں۔

تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی: ۱/۲۰۸، مجمع الزوائد، ص: ۱۸۷، تعلیق الممجد، ص: ۱۰۵، طبرانی کبیر، حافظ ابن حجر اور حافظ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں اس کو وارد کیا ہے۔ اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اتنی زور سے آمین کہی کہ آپ کے پیچھے والوں نے دور تک سن لیا۔ سندھی نے کہا کہ اس حدیث سے آمین بالجہر ظاہر ہے۔

(ضمیمہ حاشیہ نسائی)

« عَنْ عَلِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ آمِيْنَ »①

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے بعد آمین کہتے سنا ہے۔“

« عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ وَسَمِعْنَا هَا »②

”عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا تو آمین بھی کہی اور ہم نے آپ ﷺ سے سنا۔“

«عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْاٰنِ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَقَالَ: اٰمِيْنَ »③

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورہ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو

---

① سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب الجهر بآمِيْن حديث: ٨٥٤، اور حدیث صحیح ہے۔

② مصدر السابق، اور یہ حدیث بھی صحیح ہے حدیث نمبر: ۸۵۵۔

③ الدارقطنى، باب وجوب قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم فى الصلاة، والجهر بها حديث: ٣٤، (١/٣١٢) حديث: ٧ (١/٣٣٥)، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بلوغ المرام، كتاب الصلاة باب، صفة الصلاة حديث نمبر: ٢٢٢)

اپنی آواز بلند کر کے آمین کہتے۔“

روایت کیا اس کو دارقطنی نے اور امام حاکم نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اسی طرح بلوغ المرام باب صفة الصلوٰة میں بھی ہے، درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں بھی یہ روایت موجود ہے، ابن حبان نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوئے تو آواز بلند کر کے آمین کہتے، حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور دارقطنی نے حسن بتایا ہے گویا کہ وہ اشارہ کر رہے ہیں اس حدیث کی طرف جس کو دارقطنی اور حاکم نے زبیدی کے طریق سے روایت کیا ہے، زبیدی نے زہری سے، زہری نے سعید اور ابوسلمہ سے، وہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کر کے آمین فرماتے، دارقطنی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے، حاکم نے کہا کہ یہ روایت صحیحین کی شرط پر صحیح ہے، امام بیہقی نے بھی حسن صحیح کہا ہے، امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

«عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ» ❶

”حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہا اور اپنی آواز بلند کی۔“ ❷

ترمذی، ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ، اسی طرح ابن ماجہ کی روایت مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ میں بھی ہے۔ ابوعیسیٰ (امام ترمذی) نے کہا کہ وائل بن حجر ؓ والی حدیث حسن ہے، بہت سے اہل علم صحابہ کرام میں سے، تابعین میں سے اور ان کے بعد والوں میں سے یہی مانتے ہیں کہ آمین کے ساتھ آدمی آواز بلند کرے اور شافعی بھی اسی حدیث کے مطابق کہتے ہیں اور امام احمد و اسحاق بھی اور اس بارے میں حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے احادیث آتی ہیں۔

(عون المعبود، ص: ۳۵۱)

---

❶ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی التأمین، حدیث: ۲۴۸، اور حدیث صحیح ہے

❷ ابو داود اور دارمی میں رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ کے الفاظ ہیں۔

مد سے مراد آواز بلند کرنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں، عبد الحق محدث دہلوی نے لغات شرح مشکوۃ میں یہی لکھا ہے، امام رافعی نے وائل ؓ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ بلند آواز سے آمین کہنا مستحب ہے۔ (ملخص) حافظ ابن حجر ؒ نے تلخیص میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور امام دارقطنی نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے، امام ابوداؤد نے خاموشی اختیار کی ہے۔ امام منذری نے ترمذی سے اس کو نقل کیا ہے، بہت سے علمائے حنفیہ نے اس حدیث کو برقرار رکھا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ وائل بن حجر ؓ کی حدیث صحیح ہے، جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ میں اور ابو الطیب مدنی وغیرہ نے شرح ترمذی میں اس کو صحیح لکھا ہے، علامہ عبد الحی لکھنوی نے سعایہ میں لکھا ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنا ہی زیادہ صحیح ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے لکھا کہ یہ کہنا کہ بلند آواز سے آمین کہنا ابتدائے اسلام میں تھا بالکل ضعیف ہے، اس لیے کہ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، جو حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت آتی ہے اور وائل بن حجر ؓ بالکل آخر میں اسلام لائے، جیسا کہ ابن حجر ؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے، تعلیق المجد میں لکھنوی لکھتے ہیں کہ مضبوط بات یہی ہے اور دلیل کی رو سے بلند آواز سے آمین کہنا ہی قوی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ملخص)

جو لوگ آمین کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں ان پر مذکورہ بالا حدیث کو ردّ کرنا دوبھر ہو گیا ہے اس لیے کہ حضرت وائل بن حجر ؓ آخر آخر ایمان لانے والوں میں سے تھے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور شیخ عبد الحیؒ نے سعایہ میں لکھا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے، نیل الاوطار میں ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے، ”وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ“ اور آپ ﷺ نے آمین کے ساتھ آواز بلند کی، حافظ ابن حجر ؒ نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے، دارقطنی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے، ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، ابن سید الناس نے کہا کہ اس حدیث کو صحیح ہونا ہی چاہیے، علامہ عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری: ۳/۱۱۳، پر اس کو صحیح کہا ہے۔

«عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ» ①

---

① سنن أبي داود، كتاب الصلوت باب التأمين وراء الامام، حديث: ٩٣٢ اور حدیث صحیح ہے

”حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتے تو آمین بھی کہتے اور اس کے ساتھ آواز بلند فرماتے تھے۔“

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی) یہ حدیث بتاتی ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنا سنت ہے (عون المعبود: ۱/۳۵۱، نیل الاوطار: ۲/۱۱۷) حافظ ابن حجر اور امام دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے امام ابوداؤد نے خاموشی اختیار کی، یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ صاف ثابت صحیح صریح سنت جو متواتر احادیث سے آتی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آمین بلند آواز سے مشروع ہے، سورہ فاتحہ کی قراءت کے بعد۔ (فتح الباری: ١/٣٤)

یہودی مسلمانوں سے آمین بالجہر کی وجہ سے حسد کرتے ہیں:

«عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ» ①

”حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودی تم سے کسی چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ وہ تم سے سلام اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔“

امام منذری کہتے ہیں کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

« عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ» (المصدر السابق)

”ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تم سے کسی چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا تمہارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں اس لیے تم اور زیادہ (زور

---

① سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب الجهر بآمين عن عائشة حديث نمبر: ٨٥٦، حديث عن عبدالله بن عباس: ٨٥٧، اور حدیث صحیح ہے

سے آمین کہا کرو۔“

ابن ماجه ،باب الجهر بآمين ،ص:١٣١، رفع الحاجه، ص:١/٣٠٠، ابن كثير:١/٥٨، كنز العمال:٣/٧١٦، نيل الأوطار:٢/٣٣٦، جمع الفوائد،ص:١/٧٦، الترغيب والترهيب: ١/٢٢٧

«عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رِجَالٌ يَدْعُوْنَ النَّاسَ إِلٰى أَقْوَالِ أَحْبَارِهِمْ وَ رُهْبَانِهِمْ وَ يَعْمَلُوْنَ بِهَا وَ يَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى التَّأْمِيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ كَمَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ»

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو لوگوں کو اپنے علما اور زاہدوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے اور اسی پر عمل کریں گے اور مسلمانوں سے اس بات پر حسد کریں گے کہ وہ امام کے پیچھے آمین بولیں گے۔ جس طرح یہود تم سے حسد کرتے ہیں۔“

«وَ كَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيْحًا وَآفَةٍ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيْمِ»

”اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو صحیح بات کو عیب لگاتے ہیں یہ بیچارے اپنی بیمار ذہنیت کی وجہ سے اس آفت میں پڑ گئے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّ لَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ﴾ (لقمان: ٢٥/٢٠)

”اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑتے رہتے ہیں۔“

”اہل حدیث ہی اہل نبی ہیں اگرچہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نہیں پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانس تو پائے ہیں۔“

(اس سے مراد احادیث مبارکہ ہیں۔ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ)

”دِيْنَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ مُخْتَارٍ نِعْمَ الْعَطِيَّةُ لِلْفَتٰى الْاٰثَارُ لَا تَرْغَبْ عَنِ الْحَدِيْثِ

وَاَهْلِهِ فَالرَّأْىُ لَيْلٌ وَالْحَدِيْثُ نَهَارٌ" (فتح الباری، ص: ۳٦)

''نبی محمد ﷺ مختار کا دین ہی اصل دین ہے، جواں مرد کے لیے بہترین سواری احادیث پاک ہیں، حدیث اور اہل حدیث سے کبھی بیزار نہ ہونا کیونکہ رائے قیاس اندھیری رات ہے اور حدیث روشن دن ہے۔

اس امت میں یہودی کون ہیں؟

«عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: سَيَكُوْنُ فِیْ أُمَّتِیْ رِجَالٌ يَدْعُوْنَ النَّاسَ إِلٰى أَقْوَالِ أَحْبَارِهِمْ وَ رُهْبَانِهِمْ وَ يَعْمَلُوْنَ بِهَا وَ يَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى التَّأْمِيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ كَمَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى ذَالِكَ أَلَا إِنَّهُمْ يَهُوْدُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَلَا إِنَّهُمْ يَهُوْدُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ......» (جمع الجوامع للسیوطی)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو لوگوں کو اپنے علما اور عابدوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے اور مسلمانوں سے صرف اس لیے حسد کریں گے کہ وہ امام کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہتے ہیں جس طرح یہودی تم سے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں، یاد رکھو یہی لوگ اس امت کے یہودی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ لکھتے ہیں کہ اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو علمائے سُوء کو دیکھ لو جو دنیا کے طالب ہیں، جن کی عادت اگلے لوگوں کی تقلید ہے، گویا کہ یہی یہودی ہیں۔

(الفوز الکبیر، ص: ۵)

حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی ایک حاسد قوم ہے وہ لوگ تمہاری بہت ہی افضل ترین چیزوں میں تم سے حسد کرتے ہیں۔

① آپس میں سلام کا تبادلہ

② نماز میں صفیں قائم کرنا۔

③ فرض نمازوں میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہودی حاسد قوم ہے وہ لوگ تین بہت افضل باتوں میں تم سے حسد کرتے ہیں۔ السلام علیکم کو پھیلانا، صفیں قائم کرنا اور آمین کہنا۔ (عدی الکامل)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہودی حاسد قوم ہے اور وہ تم سے حسد کرتے ہیں تین بہت ہی افضل باتوں میں، السلام علیکم کا تبادلہ، صفیں قائم کرنا اور فرض نماز میں امام کے پیچھے آمین پکارنا۔ (طبرانی فی الاوسط)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تم سے سلام اور آمین پر بہت حسد کرتے ہیں۔ (کنز العمال، ص۲/ ٤٠ اور تاریخ بغداد، ص٤٣، جلد نمبر ١١)۔

آہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اگر سنت کو برحق نہ جانا تو کافر ہوا، اس لیے کہ یہ سنت کی توہین ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے دین کے نزدیک سنت کی مشروعیت پر امت کا اتفاق ہے، پس جب دین میں ثابت شدہ اور معتبر سنت کا انکار کر دے تو یہی سنت کا استخفاف اور توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ (رد المختار، شرح در مختار: ١/٤٥٤)

اللہ تعالیٰ ہم کو سنت کی توہین کرنے سے بچائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

امام اور مقتدی سب کے سب بلند آواز سے آمین کہیں:

«عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ» ❷

---

❶ منتقی، فتح الباری، ابن حبان، جامع الصغیر، درمنثور، معجم طبرانی اوسط

❷ صحيح البخاری حديث نمبر: ٧١١٢، كتاب الصلاة، باب جهر الإمام بالتأمين، سنن النسائی، كتاب الصلاة، باب الأمر بالتأمين خلف الإمام، حديث: ٩٢٨

اس حدیث سے مصنف نے بلند آواز سے آمین بولنے کی دلیل لی ہے کیونکہ جب امام آہستہ آمین کہے تو قوم کو معلوم نہیں ہو سکے گا تو امام کی آمین پر بلند آواز سے آمین کہنے کا حکم ہی بیکار اور بے معنی ہو جائے گا اور یہ استنباط نہایت ہی دقت نظر کا حامل ہے اور جو احادیث نہایت صاف اور صریح بلند آواز سے آمین کہنے کی گزر چکی ہیں ان سب پر حاوی اور بھاری ہے اس حدیث سے یہی ظاہر ہے۔ (حاشیہ سندھی برنسائی)

« عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَأْمِیْنُهٗ تَأْمِیْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: آمِیْنَ »①

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور ابن شہاب (امام زہری تابعی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔“

یہ حدیث صاف و شفاف دلیل ہے کہ امام بلند آواز سے آمین کہے اور سارے مقتدی بھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں، پس ایک دوسرے کی آمین اگر موافق ہو جائے تو بندے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (روایت کیا اس کو نسائی نے اور مصنف عبد الرزاق نے اس طرح نقل کیا ہے کہ زمین والوں کی صفوف آسمان والے فرشتوں (کی طرز) پر ہیں۔ پس جب زمین (والوں) کی آمین آسمان (والوں) کی آمین کے موافق ہو جائے تو بندے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو آمین کہو، فرشتے بھی آمین کہتے

---

① بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، حديث: ۷۸۰، مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، حديث: ۷۲

ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ (حاشیہ سندھی برنسائی)

باب امام کا جہر سے آمین کہنا:

«إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا» ❶

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

امام آمین کہے یعنی جہری نماز میں جہر سے آمین کہے جیسا کہ مصنف (امام بخاری رحمہ اللہ) کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے۔ اہل کوفہ اس کے خلاف ہیں (فتح الباری: ۲/۴۲۶) آمین کہنے اور فرشتوں کی آمین سے موافقت پر گزشتہ گناہوں کے بخشے جانے کا جو حدیث میں ذکر ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ مگر علما بتاتے ہیں کہ چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بڑے گناہوں کے لیے توبہ ضروری ہے)

باب ہے مقتدی کا آمین کہنا:

حدیث: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔

(سنن النسائی)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، فتح الباری: ۳/۴۶۷، پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی ترجمہ باب سے مناسبت یہ ہے اس میں آمین کہنے کا حکم ہے اور جب قول یعنی: ''کہنا'' کے لفظ سے خطاب ہو اور مطلق بلا قید ہو تو وہ جہر اور بلند آواز پر محمول کیا جائے گا اور جب بھی سری، آہستہ کہنا، مراد ہو تو آہستہ بولنے کی قید اور تاکید کردی جاتی ہے۔

«عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُعْطِيْتُ آمِيْنَ وَلَمْ يُعْطَهَا اَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ أَعْطَى هَارُوْنَ فَإِنَّ مُوْسٰى كَانَ يَدْعُوْ وَيُؤَمِّنُ هَارُوْنُ» ❷

---

❶ المصدر السابق، حوالہ مذکور، بخاری اور مؤطا مالك

❷ ابن مردویہ، کنز العمال: ۲/۳۵۳، فتح البیان: ۱/۳۵، اور حکیم ترمذی نے بھی نوادر الاصول میں بیان کیا ہے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے آمین دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہارون ؑ کو یہ آمین دی تھی۔ موسیٰ ؑ دعا کرتے اور ہارون ؑ آمین کہتے جاتے تھے۔"

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ موسیٰ ؑ دعا کرتے جاتے اور ہارون ؑ آمین کہتے جاتے تھے۔ (درمنثور) موسیٰ دعا کرتے اور ہارون ؑ آمین کہتے تھے، اس طرح دونوں شریک بن جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ تم دونوں کی دعا قبول ہوئی، علامہ ابن جریر نے ابن زید ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہارون ؑ آمین کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی آمین بھی دعا بن گئی اور دونوں دعا میں شریک ہو گئے۔

(تفسیر ابن کثیر: ١/٥٥)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے آمین دی گئی ہے، نماز کے اندر اور دعا کے وقت اور مجھ سے پہلے یہ کسی کو نہیں دی گئی مگر یہ کہ موسیٰ ؑ دعا کرتے تھے اور ہارون ؑ آمین کہتے جاتے تھے۔ تم بھی دعا پر آمین کی مہر لگا دیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔

صحابہ کرام ؓ سے آمین بالجہر کا ثبوت:

« عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْبِقْنِيْ بِآمِيْنَ »

"حضرت بلال ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آمین کہنے میں مجھ سے سبقت مت کرو۔" (سنن البيهقي)

شیخ ؒ نے کہا کہ بلال ؓ رسول اللہ ﷺ سے پہلے آمین پکار دیتے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ مجھ سے آمین میں سبقت نہ کیا کرو (بلکہ حدیث کے مطابق جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو)۔ (بيهقي: ٢/٥٦)

بعض مقلدین مذہبی حمیت اور جوش میں آ کر اور بعض رافضی بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ آمین

پکارنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور سورہ فاتحہ کے آخر میں آمین پکارنا مکروہ ہے چاہے وہ امام ہو یا مقتدی یا مفرد۔ (فقہ احوط)

علامہ حافظ ابن حجر ؒ کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں امامیہ فرقہ پر حجت اور دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ آمین پکارنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حدیث میں قرأ یعنی پڑھا اور ذکر کیا کے الفاظ نہیں بلکہ بڑی صراحت کے ساتھ آمین بلند آواز سے پکارنے کا بیان ہے۔

نافع ؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر ؓ خود بھی آمین کو نہیں چھوڑتے تھے اور اس کی لوگوں کو ترغیب بھی دیتے تھے اور آمین بلند آواز سے کہنے کی میں نے ان کی حدیث بھی سنی ہے۔
(بخاری: ۱۰۸/۳، کنزالعمال: ۱۸۸/۳)

اجماع صحابہ ؓ سے آمین بالجہر کا ثبوت:

اجماع کی دلیل یہ ہے کہ ابن زبیر ؓ نے صحابہ کرام کی حاضری میں بلند آواز سے آمین کہی لیکن کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا بلکہ ان کی موافقت کی اور ان کے ساتھ آمین بلند آواز سے پکاری یہاں تک کہ مسجد میں ایک بھاری گونج پیدا ہو گئی، پس صحابہ کرام کا اجماع آمین بالجہر پر ہے اور صحیح سند سے کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے آمین خفیہ اور آہستہ کہی ہو۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱۰۹/۱)

تابعین ؒ سے آمین بالجہر کا ثبوت:

امام ابوحنیفہ ؒ کے استاذ امام عطاء بن ابی رباح ؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں یعنی مسجد الحرام میں دوسو صحابہ کرام ؓ کو پایا ہے جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو میں ان کی آمین کی بھاری گونج سنتا تھا۔ (بیہقی عون المعبود، فتح الباری: ۳۴۳/۱، تحفۃ الاحوذی)

اماموں اور علمائے کرام سے آمین بالجہر کا ثبوت:

امام ترمذی ؒ کہتے ہیں کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق ؒ آمین بالجہر کے قائل ہیں۔

علامہ حافظ ابن قیم ؒ کہتے ہیں کہ امام شافعی ؒ سے پوچھا گیا کہ کیا امام بلند آواز

سے آمین کہے، انھوں نے کہا ہاں اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ سب بھی بلند آواز سے آمین کہیں۔ یہاں تک کہ انھوں نے کہا اہل علم ہمیشہ اسی آمین بالجہر کے اوپر کاربند رہے ہیں۔

(تحفة الاحوذی: ۱/۲۰۹)

اس موضوع پر احادیث، اقوال صحابہ وتابعین اور فتاویٰ علما وفقہا بہت زیادہ موجود ہیں۔

اَسْأَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی أَنْ يُوَفِّقَنِيْ وَالْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ بِالْمُوَافِقِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

* * *

نوٹ= یہاں یہ بات موضوع کی مناسبت سے واضح کرنا ضروری ہے کہ آمین بالجہر کے مخالفین ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور آمین کی آواز کو پست کیا، یہ حدیث کہاں ہے؟ اس کی سند کیسی ہے، اور اس کا حکم کہاں ہے؟ ان تمام باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آمین بالجہر کے مخالفین سے سوال ہے کہ آواز کسے کہتے ہیں؟ اگر غور کیا جائے تو ان کی پیش کردہ حدیث سے ہی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ (محقق)

نماز میں رفع الیدین کا ثبوت

میں نے اس موضوع پر مسجد الحرام المکی میں جمعہ کی رات ۶ صفر ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء کو درس دیا تھا۔

ابو عمر فضل الحق عبد الکریم (رحمہ اللہ)

اتباع سنت:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ﴾

(آل عمران: ۳۱، ۳۲)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنِ اقْتَدٰى فَهُوَ مِنِّيْ وَ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ❶

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور: ۶۳)

- ”فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو وہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“
- ”فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔“
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میری اقتدا کرے وہ میرا ہے اور جو میری سنت سے بے رغبت ہو وہ مجھ سے نہیں ہے۔

---

❶ شفاء العیاض ......

✿ "(وہ لوگ) ڈرتے رہیں جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو کوئی فتنہ نہ پہنچ جائے تاکہ کسی دردناک عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔"

رفع الیدین کا معنی، اس کی حکمت اور اجر و ثواب:

عبد الرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین سنت ہے۔ (جزء البخاری، ص:۲۲) ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مَنْ تَرَكَهُ فَقَدْ تَرَكَ السُّنَّةَ" جس نے رفع الیدین کو چھوڑ دیا اس نے سنت چھوڑ دی۔ (اعلام الموقعین، ص:٢٥٧)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین چھوڑنے والا تارک سنت ہے۔ (اعلام، ص:۵۷)

ابن خزیمہ کہتے ہیں: "مَنْ تَرَكَ الرَّفْعَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَرَكَ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِهَا" جس نے رفع الیدین چھوڑ دیا اس نے نماز کے ارکان میں سے ایک رکن چھوڑ دیا۔ (عمدة القاری:٣/٧٠)

شافعی کہتے ہیں، کہ رفع الیدین کا معنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع ہے۔ (نووی، ص:٦٨، اعلام، ص:٢٥٢، التعليق الممجد، ص:٨٩، ميزان شعرانی، ص:١٦٢، زرقانی، ص:١٤٢، كتاب الام، ص:٩١)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

«رَفْعُ الْيَدَيْنِ مِنْ زِينَةِ الصَّلٰوةِ بِكُلِّ رَفْعٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بِكُلِّ إِصْبَعٍ حَسَنَةٌ»❶

"رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ ہر رفع الیدین پر دس نیکیاں ہیں۔ یعنی ہر انگلی پر ایک نیکی۔"

نعمان بن ابو عیاش نے کہا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور جب رکوع میں جاؤ اور رکوع سے سر اٹھاؤ تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاؤ۔ (بخاری، جزء رفع اليدين، ص:٢١، تسهيل القاری)

عبد المالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے نماز میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا تو وہ بولے، رفع الیدین سے تمہاری نماز مزین ہو جاتی ہے۔

(جزء البخاری، ص:٦١، تسهيل القاری، ص:٧٨٠)

---

❶ عینی شرح بخاری، طحاوی، ص:١٥٢، زرقانی، ص:١٤٢، نيل الاوطار:٦٨

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آمین کہنا اس طرح نماز کی زینت ہے جس طرح رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ لابن قیم، ص: ۱۲۳)

عقبہ بن عامر کہتے ہیں: جو شخص نماز میں رفع الیدین کرتا ہے تو اس کے لیے ہر اشارہ میں دس نیکیاں ہیں۔ ❶

«عَنْ أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ إِذَا رَکَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ» ❷

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

امام سبکی کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند کے راوی ثقہ یعنی مضبوط ہیں۔

(تلخیص الحبیر، ص: ۸۲، سبکی، ص: ٦)

ابو اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے ابو نعمان کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز شروع کرتے اور رکوع کے لیے جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔ (بیہقی: ۲/ ۷۳)

ابو نعمان محمد بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے رفع الیدین کیا، جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا۔ (بیہقی: ۲/ ۷۳)

حماد بن زید نے کہا کہ میں نے ابو ایوب سختیانی کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (بیہقی: ۲/ ۷۳)

ابو ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے عطاء بن ابی رباح کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے

---

❶ فتح الباری، جزء: ۳، ص: ۱۸۳، تلخیص، ص: ۸۲، مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۳

❷ رواہ ثقۃ، سنن الکبری بیہقی: ۲، ص: ۷۳، تلخیص، ص: ۸۲

سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (بیہقی: ۲/۷۳)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر ؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع الیدین کیا۔ (بیہقی: ۲/۷۳)

عبداللہ بن زبیر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔ (بیہقی: ۲/۷۳)

ابوبکر صدیق ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو آپ رفع الیدین کرتے تھے۔ جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔ (بیہقی: ۲/۷۳)

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں نے ابن جریج سے بہتر نماز نہیں دیکھی، میں نے ان کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (زیلعی: ۱/۲۱۷)

اہل مکہ نے ابن جریج سے نماز سیکھی اور ابن جریج نے عطاء بن ابی رباح سے سیکھی اور عطاء نے ابن زبیر سے اور ابن زبیر ؓ نے ابوبکر صدیق ؓ سے اور ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ سے نماز سیکھی، سلمہ نے کہا کہ ہم کو احمد بن حنبل نے حدیث بیان کی، وہ عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں اس میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے یہ نماز سیکھی اور جبرائیل نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ نماز سیکھی۔ (بیہقی، ص: ۷۳)

ہیثمی ؒ نے کہا کہ اس کو امام احمد نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔ ①

«عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ حَتّٰی يُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَ إِذَا رَكَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ» ②

---

① مجمع الزوائد: ۱۳۲، تخریج الهدایه: ۷، تلخیص: ۸۲، التعلیق الممجد، مؤطا محمد: ۹۱

② سنن الکبری بیهقی: ص ۲۳ جلد ۲

”عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے جب نماز شروع فرماتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی۔ (بیہقی: ۲/ ۲۳)

وہی حضرت عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (جزء البخاری، ص: ۱۳، جزء سبکی، ص: ٦)

عبد اللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عمر بن خطاب ؓ تشریف لائے اور انھوں نے کہا لوگو! ذرا اپنے چہرے میری طرف کرلو، میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر بتاتا ہوں، جو آپ خود پڑھتے تھے، اور ویسی ہی نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، پس حضرت عمر قبلہ رو کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ دونوں کو اپنے کندھوں کی سیدھ میں برابر کیا۔ پھر اللہ اکبر کہا پھر رکوع کیا اور اسی طرح رکوع سے سر اٹھاتے وقت کیا تو قوم کے لوگوں نے کہا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، شیخ نے کہا کہ اس کی سند کے راوی معروف ہیں۔ (تخریج الھدایہ، ص: ۲۱٦)

تقی الدین ابن دقیق العید نے اپنی کتاب میں کہا کہ اس حدیث کی سند کے راوی معروف ہیں۔

امام بیہقی اور حاکم نے کہا ہے کہ سنت رفع الیدین ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

(التعلیق المغنی، ص: ۱۱۱، جزء رفع الیدین سبکی، ص: ۹)

«عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ»❶

”سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين، حديث: ۷٤٤، حدیث مذکورہ صحت کے اعتبار سے تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہے۔

کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب اپنی قراء ت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔"

(**حوالہ جات**) جزء البخاری، ص:٦، ابوداود:١/١٩٨، مسند احمد: ٣/١٦٥، ابن ماجه، ص:٦٢، دارقطنی، ص:١٠٧، ترمذی، ص:٣٦، کتاب الدعوات، ص:١٧٩، بیهقی: ٢/٧٤، تلخیص ا، ص: ٨٢، منتقی، ص:٥٥، نیل الاوطار: ٢/١٥٣، جزء سبکی، ص:٦، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جزء سبکی، ص:٧، تخریج الهدایه، زیلعی، ص: ٢١٤، امام احمد سے اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا صحیح ہے۔ تعلیق المغنی، ص: ١٠٧، جزء سبکی، ص:٧٠٦، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔ فتح الباری، ص:٤٠٥، عینی شرح البخاری، ص:٢٧٧، امام ترمذی، بخاری، ابن خزیمہ، ابن حبان، احمد، زیلعی، ابن حجر، عینی، سبکی رحمۃ اللہ علیہم سب کے سب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح ہے۔)

فرشتے بھی نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں:

« قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَمَّا نَزَلَتْ سُوْرَةُ كَوْثَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: يَا جِبْرَائِيْلُ مَا هٰذِهِ النَّحْرَةُ الَّتِيْ أَمَرَنِيْ بِهَا رَبِّيْ؟ قَالَ جِبْرَائِيْلُ: لَيْسَتِ الْأَضْحٰى فَقَطْ وَ لٰكِنَّهٗ يَأْمُرُكَ إِذَا أَحْرَمْتَ لِلصَّلٰوةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ وَ إِذَا رَكَعْتَ وَ إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَإِنَّهَا صَلٰوتُنَا وَ صَلٰوةُ الْمَلَائِكَةِ الَّذِيْنَ فِي السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ »

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورہ کوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نحرہ کیا چیز ہے جس کا حکم میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے حضرت جبرائیل نے کہا کہ اس سے فقط قربانی ہی مراد نہیں ہے اس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب آپ تکبیر تحریمہ کہیں تو آپ دونوں ہاتھ اٹھائیں اور جب رکوع میں جائیں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں تب بھی۔ یہ ہماری نماز ہے اور ساتوں آسمانوں پر فرشتوں کی بھی نماز ہے۔"

(حوالہ جات) ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، مستدرك حاكم: ٢/ ٥٣٨، بیهقی:٢/ ٧٥، تفسیر کبیر، ص:٥٠٢، ابن کثیر: ٤/ ٥٥٩، فتح البیان، ص:٣٤٨، کنز العمال: ٢/ ٢٧٦، درمنثور: ٣/ ٤٠٣، اکلیل ص:٤٢٨، تنویر الحوالك، ص:٩، جزء سبکی، ص:١٠ تفسیر ابن کثیر عربی تحقیق عبدالرزاق المهدی طبع دارالکتب بیروت۔ اسرائیل بن حاتم اور اصبغ بن نباته دونوں ضعیف ہیں۔

امام ابوبکر بن اسحٰق نے کہا کہ رفع الیدین نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور خلفائے راشدین سے بھی ثابت ہے۔ (بیهقی:٢/ ٨٠)

امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ رفع الیدین کی روایت پر چاروں خلفاء متفق ہیں۔ (التعلیق المغنی، ص:١١١، زیلعی، در تخریج هدایه: ١/ ٣٠٦، التعلیق الممجد شرح مؤطا امام محمد)

امام حاکم نے کہا، اس سنت رفع الیدین کے راویوں میں عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ کرام جن کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی، جمع ہو گئے اور دیگر اکابر صحابی بھی۔

(تلخیص ابن حجر، ص:٨٢)

زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنتوں میں سے سوائے سنت رفع الیدین کے اور کسی میں بھی عشرہ مبشرہ جمع نہیں ہوئے۔ (تنویر العینین)

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کی حدیثیں روایت کرنے والوں میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔

(تحفة الاحوذی، ص:٢١٩، نیل الاوطار:٢/ ١٤٩، تسهیل القاری، ص: ٧٤٢، بیهقی، ص:٧٥، التعلیق الممجد، ص:٩١)

« عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَثِيْرًا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ إِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ » ① صحیح بخاری، حدیث نمبر: ٧٣٥۔

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ بلند کر کے کاندھوں کے برابر میں رکھتے اور جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح رفع الیدین فرماتے تھے۔“

بخاری، ص:١٠٢، مشکوٰۃ، ص:٧٥، فتح الباری:٢/ ١٨١، عینی شرح بخاری:٣/ ٥،

---

① صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین، حدیث:٨٦١

تجرید البخاری:۷۳، جزء البخاری:۷، مسلم: ۲/۶۰، نووی:۱۶۸، مسند احمد:۳/۱۶۶، مسند شافعی:۱۳۳، بیهقی: ۲/۶۹، منتقی، تلخیص:۶۶، طبرانی صغیر:۲۴۰، بلوغ المرام: ۴۶، ابن حبان:۲۹، مؤطا امام محمد:۴۰، دارمی:۱۰۷، نیل الاوطار:۲/۱۵۰، جزء سبکی:۲/تجرید ترمذی:۴۲، کتاب الأم:۸/۱۸۶، تیسیر الباری: ۶٤، تسهیل القاری:۸۷۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین فرماتے تھے۔ آپ کی نماز ہمیشہ ایسی ہی رہی۔ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

(دراسات اللبیب: ۱۷۰، تلخیص: ۸۱، نیل الاوطار: ۲/۱٤۹، التعلیق الممجد: ۹۳، فتح الربانی شرح مسند احمد: ۳، ص ۱۶۶ جزء سبکی، ص: ٦، بیهقی، تسهیل القاری، شرح البخاری، ص: ۸۷)

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ علی بن المدینی نے کہا کہ میرے نزدیک یہ حدیث تمام مخلوق پر حجت ہے ہر وہ شخص جو اس حدیث کو سن لے عمل بھی کرے، اس لیے کہ اس کی سند میں کوئی خرابی نہیں۔

(نیل الاوطار: ۲/۱۵۰، فتح الباری: ۲/۱۸۱)

علی بن المدینی نے یہ بھی کہا ہے کہ مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کریں کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث میں یہی حکم ہے۔

(جزء البخاری: ۸، بلوغ المرام: ٤٦، فتح ربانی، شرح مسند احمد: ۳/۱۶٦، تلخیص: ۸۱)

« قَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَ إِذَا رَكَعَ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ))① سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۰۲٤

”حضرت مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب تکبیر اولیٰ کہتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

(**حوالہ جات**) ابن حبان، نسائی: ۸۹، دارمی: ۱۰۷، جزء البخاری، ص: ۲۰۲، مسلم: ۱/۱٦۸، عینی شرح بخاری: ۳/۱۰، ابوداود: ۱/۱۹۹، ابن ماجه: ٦۲، جزء سبکی: ۱۲، مشکوٰۃ: ۷۵، بیهقی: ۲/۷۱، مسند احمد: ۳/۱٦۷، جزء البخاری: ۹، تلخیص: ۸۲، منتقی: ۵۵، دارقطنی: ۱۰۹، تنویر العینین: ٦، بلوغ المرام: ٤٦، نیل الاوطار: ۲/۱۵٤۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین، حدیث: ۸٦٤

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں باب باندھا ہے، اس شخص کا ذکر خیر جو یہ بتا دیا کرے کہ محمد ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کریں۔ (ابن حبان، قلمی: ۲۷) ابن حبان پھر مالک بن حویرث کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیس دن اور راتیں ٹھہرے اور میں آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، جب ہم نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور دوسروں کو بھی اسی طرح حکم کرو، اس کے بعد حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا اسی نماز کے مطابق لوگوں کو عمل کرانا جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی نماز کے بارے میں دیا تھا۔ (ابن حبان: ۲۷) حدیث نمبر: ۱۸۶۹

«عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَ رَفَعَ یَدَیْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ یَرْكَعَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ حَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَفْعَلُ هٰكَذَا»❶ (حوالہ سابق حدیث: ۸۶۵) بخاری حدیث نمبر: ۷۳۷

”ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر اولیٰ کہتے اور رفع الیدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اونچا اٹھاتے تھے اور وہ حدیث بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔“

بخاری: ۱۰۲، ابن حبان حدیث نمبر: ۱۸۷۰، ۲۷، جزء البخاری: ۹، فتح الباری: ۱۲۸، عینی شرح بخاری: ۳/۱۰، تیسیر الباری: ۸۰، تسہیل القاری: ۸۲۷، مسلم: ۱/۱۶۸، مسلم مصری: ۳/۷، ابوداود: ۱/۱۹۹، روضة المربی: ۲۶۳، ابن ماجه: ۶۲، مشکوٰة: ۷۵، بیهقی: ۲/۷۱، مسند احمد: ۳/۱۶۷، تلخیص: ۸۲، منتقی: ۵۵، سبکی: ۳، نیل الاوطار: ۲/۱۵٤، دارمی: ۱۰۷، التعلیق الممجد: ۹۰، نسائی: ۸۹، تنویر العینین: ٦)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (جزء البخاری: ٤۹)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین، حدیث: ۸٦۵

مذہب امام اوزاعی رحمہ اللہ وحمیدی رحمہ اللہ:

امام اوزاعی اور حمیدی اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ رفع الیدین واجب ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جزء سبکی: ۱۱، تسهیل القاری شرح البخاری: ۷۴۰)

اور اس کے واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ (جزء امام تقی الدین سبکی)

اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا جس نے نماز میں رفع الیدین چھوڑ دیا تو اس نے نماز کے ارکان میں سے ایک رکن چھوڑ دیا۔ (عینی: ۳/۱۷، تسهیل القاری: ۷۴۱)

« عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ »❶ سنن نسائی حدیث نمبر: ۱۰۵۵

"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ آپ نے رفع الیدین کیا جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا اور جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا۔"

نسائی: ۱۵۲، ابن ابی شیبہ: ۴۸، معانی الآثار: ۱۳۰، ابوداود طیالسی: ۱۳۷۔

یہی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور دونوں ہاتھ بلند کیے اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو پھر دونوں ہاتھ اونچے کیے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور رفع الیدین کیا۔

(مسند احمد، بیہقی: ۲/۷۱، دارمی: ۱۰۷، دارقطنی: ۱۰۸)

یہی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک مدت بعد میں نے سردی کے زمانے میں دیکھا ان

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلاۃ، حدیث: ۷۱۹، ۷۲، حدیث کی صحت میں کوئی شک نہیں۔

(اصحاب کرام) پر موٹے موٹے کپڑے لپٹے ہوتے اور ان ہی کپڑوں کے نیچے ان کے ہاتھ (رفع الیدین کے لیے) حرکت کرنے لگتے تھے۔ (جزء البخاری: ١٤، تلخیص: ١/٨١، کتاب الام: ١٧٦، ابن حبان قلمی،: ٣١-٢٨، عون المعبود: ٢/٦٦، القاری: ٧٦٥، تنویر العینین: ٥، سبکی: ٣، التعلیق المغنی: ١١٨، صحیح مسلم: ٢/١٣، مشکوٰۃ: ٧٥، مؤطا محمد ٩٠)

امام بخاری ؒ نے وائل بن حجر ؓ کی حدیث نقل کر کے کہا کہ وائل ؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں بتایا کہ اس نے رفع الیدین نہیں کیا۔ (یعنی کوئی ایسا نہیں تھا جو رفع الیدین نہ کرتا ہو) (جزء البخاری)

علامہ سندھی نے وائل بن حجر ؓ اور مالک بن حویرث ؓ کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی آخر عمر میں آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ پس رکوع میں جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت ان دونوں صحابیوں کی روایت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ رفع الیدین باقی ہے اور اسے منسوخ کہنے والوں کا دعویٰ باطل ہے۔ (تعلیق نسائی: ١٤٠)

حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (جزء البخاری: ١٣، رفع العجاجه: ٣٠٣، تسہیل القاری: ١٧٧ تنویر العینین: ترمذی: ٨٤)

« عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ، وَهُوَ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُوْ قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ)) وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ، كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.»❶

”حضرت ابو حمید ساعدی ؓ سے روایت ہے، انہوں نے دس صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں فرمایا جن میں حضرت قتادہ بن ربعی ؓ بھی تھے: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کا

---

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین، إذا رکع...... حدیث: ٨٦٢، حدیث صحیح ہے۔

طریقہ) تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے، پھر کہتے: (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے، جب (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہتے تو رفع الیدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے، جب وہ دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ کندھوں کے برابر بلند کر لیتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔“

مشکوٰۃ:٧٦، جزء البخاری:٨، وص:٢٩، عون المعبود:٦/٢، تلخیص:٨١، سبکی:٤، تیسیر:٨٠، بیهقی:٢٦/٢،٧٢، التعلیق الممجد:٩١، ترمذی:٩٧، ابن ماجه:٧٢، رفع العجاجه:٣٠٢، طحاوی:١٣١، ابوداود: ١٩٣/١، مسند احمد:١٥٣، و ص:٣٣٠، هدی المحمود: ١٨٠، منتقی الاخبار:٥٦، نیل الاوطار:١٥٤/٢، ابن حبان قلمی: ٧٧١، تسهیل القاری:٧٥٤، امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، ص:٩٨۔ ملا علی قاری حنفی شہادت دیتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر ہے (نووی کے حوالے سے) روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں:۳۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:۵۰۴، تسہیل القاری:۷۵۴۔

ابوحمید ؓ کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس یہ سولہ صحابہ کرام تھے۔ ۱:۔ حسن بن علی، ۲:۔ سہل بن سعد، ۳:۔ زید بن ثابت، ۴:۔ عقبہ بن عامر، ۵:۔ عبداللہ بن عمر، ۶:۔ ابومسعود، ۷:۔ سلمان فارسی، ۸:۔ ابوموسیٰ، ۹:۔ ابوسعید، ۱۰:۔ عائشہ، ۱۱:۔ بریدہ، ۱۲:۔ ام درداء، ۱۳:۔ عمار بن یاسر، ۱۴:۔ ابوقتادہ، ۱۵:۔ محمد بن مسلمہ، ۱۶:۔ ابوالیسر (رضی اللہ عنہم) انھوں نے جب یہ حدیث سنی تو انھوں نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ترمذی:۹۸)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں کی سیدھ اور محاذ میں کر لیتے اور جب آپ رکوع میں جاتے تو اسی طرح کرتے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سجدہ میں جانے کے لیے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تب بھی اسی طرح کرتے۔ (ابوداود) اور اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔ (تلخیص:٨٦)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رفع الیدین فرماتے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔ ابن خزيمه، جزء البخاری:١٣، تلخيص:٨٢، جزء سبکی:٤، مجمع الزوائد:١٠٢/٢، اور کہا کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں، اسی طرح کہا ہے۔(المغنی ص:١٠، زيلعی:٢١٤/١)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے، رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔(بخاری، جزء رفع اليدين، جزء سبکی:٤، ابن ماجه:٦٢، رفع العجاجه: ٣٨، بيهقی:٧٣/٢، تلخيص :٨٢، تنوير العينين:٨، ترمذی، :٤٨، تسهيل القاری:٧٦٨۔)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رکوع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند فرماتے تھے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی۔
(بخاری جزء رفع اليدين:١٣، تلخيص:٨٢، تسهيل القاری:٧٧٠)

اس باب میں عمیر لیثی رحمہ اللہ سے بھی حدیث آتی ہے۔ ترمذی:٢٦، تحفۃ الاحوذی:٢١٩، رفع الیدین کے متعلق اور بھی بہت سی احادیث آتی ہیں۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَنْ يُوَفِّقَنِيْ وَالْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ بِالْمَوَافِقِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

* * *

نوٹ=یہاں قارئین کی راہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ وضاحت کردی جائے کہ رفع الیدین کی احادیث صحیحہ کی تعداد اڑھائی سو سے تجاوز کر جاتی ہے اس کے مقابلے میں رفع الیدین کی نفی میں ایک بھی صحیح، مرفوع اور متصل حدیث ثابت نہیں۔ رفع الیدین کی نفی میں صحیح بخاری اور مسلم کی جو ایک حدیث پیش کی جاتی ہے، رفع الیدین سے ان احادیث کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ لے دے کر ان کے پاس سنن الترمذی کی ایک حدیث رہ جاتی ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وارد ہے اور وہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ کم وبیش تمام محدثین کا اتفاق ہے لیکن اگر صحت وضعف کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو رفع الیدین کے مخالفین سے سوال ہے کہ وہ رفع الیدین کو منسوخ مانتے ہیں یا سرے سے مفقود؟ اگر منسوخ مانیں تو اس حدیث سے نسخ ثابت نہیں ہوتا اور اگر مفقود مانیں تو اڑھائی سو سے زائد احادیث صحیحہ کو کس کھاتے میں ڈالا جائے گا؟
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الرسائل فی تحقیق المسائل از مولانا عبد الرشید انصاری)

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا ثبوت

ہمارے محترم شیخ ابو عمر فضل الحق عبد الکریم نے اپنے پرزور اور محققانہ انداز میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا ثبوت مرتب فرمایا، دراصل یہ وہ درس ہے جو آپ نے کعبۃ اللہ شریف میں جمعہ کی رات ۲ صفر ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو دیا، افسوس جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ مختصر کر کے یہاں درج کر رہا ہوں اور اس کی اجازت میں حضرت فاضل مؤلف سے حاصل کر چکا ہوں۔

مترجم عبد المتین جوناگڑھی

۱ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ رسول اللہ ﷺ کو اس بیماری میں دیکھ کر باہر آئے جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تو لوگوں نے ان سے پوچھا۔

«يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ» (بخاری:۲/الاستئذان:۹۲۷)

”اے ابوحسن! (حضرت علی ؓ کی کنیت ہے) رسول اللہ ﷺ نے صبح کس حال میں کی ہے؟ انھوں نے کہا الحمد للہ! آپ نے صبح اچھے حال میں کی ہے۔ پس حضرت عباس ؓ نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ (آخر تک)۔ ① بخاری حدیث نمبر: ٦٢٦٦

۲ حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَيُّمَا مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى تفرَّقَا

---

① یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اکثر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے قائلین لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ امام بخاری ؒ نے اپنی صحیح میں ” اَلْمُصَافَحَةُ بِالْيَدَيْنِ“ باب باندھا ہے جو کہ سراسر کذب اور افترا ہے درحقیقت تحریف کرنا ایسے لوگوں کی فطرت ہے ورنہ امام بخاری ؒ نے جو باب باندھا ہے وہ ”اَلْأَخْذُ بِالْيَدَيْنِ“ ہے۔

لَيْسَ بَيْنَهُمَا خَطِيئَةٌ» ❶

”جو دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور ہر ایک ان دونوں میں سے اپنے ساتھی کا ہاتھ تھام لے اور اللہ کی حمد کرے تو وہ دونوں ساتھی اس حالت میں جدا ہوئے کہ دونوں کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہا۔“

۳ حضرت عبد اللہ بن ہشام ؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ عمر بن خطاب ؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے حضرت عمر ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں: (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!) جب تک کہ میں تمھیں تمہاری جان سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو جاؤں، تو حضرت عمر ؓ نے کہا اللہ کی قسم! اب آپ میری جان سے بھی مجھے زیادہ محبوب ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب ٹھیک ہے۔ ❷ بخاری حدیث نمبر: ٦٦٣٢

۴ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ» ❸

”تحیہ سلام ہاتھ تھامنے سے پورا ہوتا ہے۔“

یہ حدیث غریب ہے، بعض نے اسے ضعیف کہا اور بعض نے اس کی توثیق کی ہے لیکن عبد الرحمٰن بن یزید نخعی تک موقوف سند صحیح ہے۔

(فتح الباری: ٤/ ٥٥٨، اور تحفة الاحوذی: ٧/ ٥١٦، مطبوعه بیروت)

۵ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ سے کچھ عرض کرنے کے لیے آپ ﷺ کو متوجہ کرتا تو آپ ﷺ اپنے چہرہ مبارک پہلے نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود اپنے چہرہ نہ ہٹا لیتا اور جب کبھی کوئی آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک تھامتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ خود اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک

---

❶ مسند احمد بن حنبل ٤/ ٢٨٩، حدیث: ١٨٧٤٦۔

❷ بخاری، کتاب الایمان والنذور: ٩٨١، مسند احمد: ٥/ ٢٩٣، ٢٣٣

❸ سنن الترمذی، باب ما جاء فی المصافحة، حدیث: ٢٧٣٠، (سند کے اعتبار سے حدیث ضعیف مگر مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہے۔)

سے نہ چھڑا لیتا۔ ❶

٦ حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوتی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ خوشبودار بناتے، اپنے (مسلمان) بھائیوں سے مصافحہ کرنے کے لیے۔ ❷

٧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ❸

”میں نے کبھی کوئی خز اور ریشم کا کپڑا ایسا نہیں چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے نرم اور نفیس ہو۔“ ❹

٨ ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

«مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَرِنِيْ أُقَبِّلْهَا» ❺

”آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ثابت بنانی نے کہا مجھے وہ ہاتھ دکھائیں میں اسے چوم لوں۔“

٩ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتی ہیں:

«كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَ أَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهِ وَ كَانَ إِذَا دَخَلَ إِلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَ أَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا» ❻

”جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے

---

❶ ابوداود:٢/٣١٣، باب فی حسن العشرة حديث نمبر: ٤٧٩٤

❷ رواه البخاری،فی الادب المفرد:٢/٤٨٢

❸ صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم حديث:٣٥٦١، سنن الدارمی، مقدمه، باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حديث:٦٢

❹ صحيح مسلم:٢/٢٥٧، ترمذی:٢/٢٢

❺ مسند احمد:٣/١١١، حديث:١٢١١٨

❻ سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا، حديث:٣٨٧٢، حدیث صحیح ہے۔ ابو داود حديث نمبر: ٥٢١٧

ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیتے اور ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے اور جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور ان کا ہاتھ مبارک تھام لیتیں اور آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔"❶

١٠ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کسی کا ہاتھ پکڑا تو "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھے بغیر نہیں چھوڑا۔ ❷

١١ محدث ابن عبد البر نے اپنی کتاب تمہید میں سند کے ساتھ حضرت عبید اللہ بن بسر ؓ سے یہ روایت بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ تم میرا یہ ہاتھ دیکھتے ہو، میں نے اسی ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے۔ الٰی آخرہ، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ❸

١٢ حضرت انس ؓ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب نے آ کر کہا کہ میرا سفر کا ارادہ ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کب، تو انھوں نے جواب دیا: کل۔"

«فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَ كَنِفِهٖ وَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی وَ غَفَرَ ذَنْبَكَ وَ وَجَّهَكَ فِی الْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ أَوْ قَالَ: أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ» ❹

"تو آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ اللہ کے حفظ میں اور اس کی پناہ میں، اللہ تمہارا توشہ تقویٰ کو بنا دے اور تم جس طرف متوجہ ہو اللہ تعالیٰ اسی طرف بھلائی کو متوجہ فرما دے۔"

١٣ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

«أَلرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰی أَخَاهُ أَوْ صَدِيْقَهٗ أَيَنْحَنِیْ لَهٗ قَالَ: لَا ، قَالَ: أَفَيَلْتَزِمُهٗ وَ يُقَبِّلُهٗ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهٖ وَ يُصَافِحُهٗ قَالَ: نَعَمْ» ❺

"ہم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتا ہے تو کیا وہ اس کے لیے

---

❶ ابوداود: ۲/باب فی القیام، ص: ۳٦۳ اور مشکوٰۃ: ۲/۴۰۲، باب المصافحة والمعانقة ابو داود حدیث نمبر: ٥۲۱۷ ❷ ابن السنی حدیث نمبر: ۲۰٤، ٥۷، الاذکار نبوی: ۲۲۸

❸ عون المعبود، شرح ابی داؤد: ٤/٥۲۱

❹ سنن الدارمی، کتاب الإستئذان، باب ما یقول اذا ودع رجلا، حدیث: ۲٦۷۱

❺ سلسلة الاحادیث الصحیحة، حدیث: ۸۸ جامع ترمذی حدیث نمبر: ۲۷۲۸

جھک جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، انھوں نے پھر پوچھا کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، انھوں نے تیسری بار پوچھا کیا وہ اس کا ہاتھ تھام لے اور مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔"

امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، میرے استاذ محترم علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے تمام طرق کی تخریج کر کے اس کو صحیح حدیثوں میں شمار کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے۔ (الاحادیث الصحیحہ: ١/٨٨) اسی حدیث سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے معانقہ (گلے ملنا) کو مکروہ بتایا ہے، (ملاحظہ ہو: امام طحاوی حنفی کی شرح معانی الاثار، ص: ۲۸۱)

اور اس حدیث سے بھی مصافحہ صرف ایک ہی ہاتھ کا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اشارہ یہی نکلتا ہے کہ امام موصوف کے نزدیک جس طرح معانقہ مکروہ ہے، اسی طرح مصافحہ ایک ہاتھ سے ہی ہوگا، اشارہ کے ساتھ صراحت علامہ امام ابن عابدین نے درمختار کے حاشیہ رد المختار میں لکھ دیا ہے کہ المصافحہ بالیمین مصافحہ صرف داہنے ہاتھ سے ہوتا ہے اور جو حدیث بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو التحیات سکھاتے وقت ان کے ایک ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھوں میں تھام لینے کی ہے، اس سے فقہا و محدثین نے دو دو ہاتھ کا مصافحہ مراد نہیں لیا ہے، خود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چار ہاتھ کا مصافحہ مراد نہیں لیا ہے اور جو مراد ہے اس پر عمل کر کے عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے شاگرد علقمہ کو، علقمہ نے ابراہیم نخعی کو، ابراہیم نے حماد کو اور حماد نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بتا د یعنی اس طرح ہاتھ پکڑ کر التحیات سکھا دی اس نے دوسرے کو۔ (دیکھو: فضل الصمد شرح ادب المفرد: ٢/٤٦٣)

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو کتاب و سنت کے مطابق عمل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

* * *

ہماری دعوت یہ ہے کہ !

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے امت کو جس بات کا حکم دیا ہے یا جسے خود کیا ہے یا جسے کرنے کی اجازت دی ہے اسے من و عن اسی طرح کیجئے اور جس بات سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے رک جایئے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَ مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (٧:٥٩)

"جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔" (سورہ حشر، آیت نمبر ۷)

* * *

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے دین کے معاملے میں جو کام ساری حیات طیبہ میں نہیں کیا، وہ کام اپنی مرضی سے کرکے اللہ کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَ رَسُوْلِهِ﴾ (١:٤٩)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو ! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔" (سورہ حجرات، آیت نمبر ۱)

* * *

۳۔ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور اتباع کے مقابلے میں کسی دوسرے کی اطاعت اور اتباع کرکے اپنے اعمال برباد نہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ﴾ (٣٣:٤٧)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو ! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور (کسی دوسرے کی اطاعت کرکے) اپنے اعمال برباد نہ کرو۔" (سورہ محمد، آیت نمبر ۳۳)

* * *

جو حضرات ہماری اس دعوت سے متفق ہوں
ہم ان سے تعاون کی درخواست کرتے ہیں !

کہانت، جنات، آسیب
بارے
فتاویٰ
نظرِ بد، جادو، حسد
بارے
فتاویٰ
30
طریقے
ہمارے
ہمسفر
ہیں
غصہ مت کریں
مکافاتِ عمل
موت کے بعد
لوگوں کے احوال
بچوں کی حفاظت
کیسے کریں؟

مکتبہ بیت السلام

ریاض
Tel: +966114381155 - +966114381122 Fax: +966114385991
Mob: +966542666646,+966566661236,+966532666640

لاہور
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Email: bait.us.salam1@gmail.com Fb:Baitussalam book store
Mob: 0321-9350001 0320-6666123 Tel: 042-37361371

Noon Printers: +92-321-4167895, 4503606